ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
39
www.tanzeem.org
16 تا 22 شوال 1430ھ / 6 تا 12 اکتوبر 2009ء

حقیقی جوانمردی: صبر واستقامت

ایھا الاخوان! خصوصاً وہ ساتھیو، جو زیادہ جوشیلے اور جلد نتائج کے آرزومند ہو، سن لو تمہارا یہ راستہ ایک لگا بندھا اور مقرر راستہ ہے۔ اس کی حد بندی اور نشان منزل طے شدہ ہیں۔ میں ان حدود کی جنہیں میں نے سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے اور جن کی درستی پر مجھے شرح صدر حاصل ہے، کبھی بھی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ یہ راستہ طویل اور کٹھن ہے مگر صحیح راستہ صرف یہی ہے۔ مردانگی جوشِ محض اور جلد بازی کا نام نہیں، بلکہ حقیقی جوانمردی، صبر واستقامت، سنجیدگی اور مستقل مزاجی میں پنہاں ہے۔ تم میں سے جو ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا شوق رکھتا ہے، اسے جان لینا چاہیے کہ یہ تحریک کا میدان نہیں ہے۔ جو شخص پکنے سے پہلے ہی پھل کو توڑنا چاہے اور کھلنے سے قبل ہی پھول سے کھیلنا چاہے، میرا اور اس کا ساتھ نہیں نبھ سکتا۔ میری ایسے شخص کو مخلصانہ نصیحت ہے کہ وہ اس تحریک کو چھوڑ کر کسی دوسری تنظیم سے وابستہ ہو جائے۔

برادرانِ اسلام! جو صبر واستقامت سے میرے ساتھ مقررہ راستہ پر گامزن رہنا چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ پہلے بیج ڈالا جاتا ہے، پھر وہ اُگتا ہے اور پودا نشو ونما پاتا ہے۔ مدت مقررہ اور محنت کے بعد پھول کھلتے ہیں اور پھل لگتا ہے۔ پھر انتظام کے بعد پھل پکتا ہے اور تب اس پھل کو توڑنے کی نوبت آتی ہے۔ جو اس اصول کو سمجھ گیا اسے سفر جاری رکھنا چاہیے اور اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، جو محسنین کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ ہمیں بھی ہمارے اجر سے محروم نہیں رکھے گا۔ یہ اجر فتح وکامیابی کی صورت میں بھی عطا ہو سکتا ہے اور شہادت کی خلعت فاخرہ کی صورت میں بھی دیا جا سکتا ہے۔

حسن البنا شہید

اس شمارے میں

کیری لوگر بل اور تاریخ کا سبق

روزے کا حاصل: تقویٰ

طالب

پاکستان کے خلاف جاری نفسیاتی جنگ کے اہداف

”ہم اسلام کو آخری مورچہ سمجھتے ہیں“

اب چاہیے پارلیمنٹ کا اتفاق رائے

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات:178-179)

الھدیٰ (391)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ ﴾

''جس کو اللہ ہدایت دے وہی راہ یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُن کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں، اور اُن کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں، اور اُن کے کان ہیں پر اُن سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ (بالکل) چار پایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

پہلے عہد الست کے حوالے سے بات ہوئی کہ وہ عالم ارواح کا واقعہ ہے، جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ایک ہمارا روحانی وجود ہے اور ایک حیوانی وجود۔ اگر ہماری توجہ اور ساری دلچسپیاں حیوانی وجود پر ہوں گی تو پھر ہم بلعم بن باعوراء کی مثال بن جائیں گے، انفرادی سطح پر بھی اور قومی سطح پر بھی۔ انسانوں کی اکثریت بلعم بن باعوراء کی روش اختیار کرنے والوں پر مشتمل ہے۔ جو نظر تو انسان آتے ہیں مگر حقیقت میں انسان نہیں ہیں بلکہ اُن کی زندگی حیوانوں کی سطح پر ہے۔ اب حکمت قرآنی کی ایک اور بات آرہی ہے۔ فرمایا، جسے اللہ ہدایت دیتا ہے پس وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کی گمراہی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر ثبت ہو جائے تو ایسے لوگ تباہ ہونے والے ہیں۔ اللہ نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُن کے دل تو ہیں لیکن وہ اُن سے غور نہیں کرتے، تفقہ نہیں کرتے۔ اُن کی آنکھیں ہیں لیکن اُن سے دیکھتے نہیں۔ اُن کے کان ہیں لیکن اُن سے سنتے نہیں۔ یہ چوپایوں کی مانند ہیں، بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں۔ جب انسان ہدایت سے منہ موڑتا ہے اور ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے، اُن کے کانوں پر مہر لگا دیتا ہے، آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے، اور جب دل ودماغ اور سماعت وبصارت پر مہر لگ گئی تو اب وہ کیا رہ گئے؟ ظاہر ہے، انسان نہیں رہے۔ اس لیے کہ اب ان کے دل تو تفقہ سے خالی ہیں۔ اُن کا آنکھوں سے دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے حیوان دیکھتے ہیں۔ کتا بھی دیکھ لیتا ہے کہ گاڑی آرہی ہے، مجھے بچنا ہے۔ اگر انسان کا دیکھنا بھی ایسا ہی ہے تو اس میں اور حیوان میں کیا فرق ہے۔ انسان کا دیکھنا تو یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھے اس پر غور کرے، اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ؎

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن　　　جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا

پس دوسری قسم کا دیکھنا سیکھو، وہ سننا سیکھو جو دل سے سنا جاتا ہے، دل سے دیکھنا سیکھو۔ لیکن جب ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر ہو گئی اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے تو اب اُن کا حال یہ ہے کہ چوپایوں کی مانند ہو گئے ہیں بلکہ اُس سے بھی گئے گزرے۔ کیونکہ چوپایوں کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس سطح پر کیا ہے، جبکہ انسان کو اونچا مقام دے کر تخلیق کیا گیا ہے، اُسے مسجود ملائکہ کا مقام دیا گیا۔ جب انسان گرتا ہے تو نیچوں سے نیچا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا کہ یہی لوگ غافل ہیں۔ یہ اس دنیا میں حیوانوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ یہ حیوانوں کی طرح کھانے پینے اور خواہشات پوری کرنے اور لذتیں حاصل کرنے میں لگے رہے اور مر گئے۔ انہیں اس بات کا کچھ ہوش نہ آیا کہ ہم کیوں پیدا کیے گئے؟ کون ہمارا خالق ومالک ہے؟ زندگی کاہے کے لیے ہے؟ انہیں مرنے کے بعد جواب دہی کا کوئی خیال نہ آیا۔ گویا وہ اس حقیقت سے غافل رہے کہ ؎

زندگی آمد برائے بندگی　　　زندگی بے بندگی شرمندگی

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بہتر شخص وہ ہے جو اپنا قرض اچھی طرح ادا کرے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ، فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا" ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ" قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَانَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ "اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً)) (رواہ بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قرض خواہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سخت ونامناسب الفاظ میں تقاضا کیا، جسے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ٹوکنے اور فہمائش کرنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے ان کو درگزر کرنے کے لیے فرمایا: ''اسے اس کے اونٹ جیسا کوئی اونٹ دے دو، تاکہ قرض اتر جائے!'' صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! اس وقت اس کے اونٹ جیسا تو نہیں، البتہ اس کے اونٹ سے عمدہ اور بڑھیا اونٹ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی اونٹ دے دو، کیونکہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنا قرض اچھی طرح ادا کرے۔''

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیری لوگر بل اور تاریخ کا سبق

ہم طویل تجربے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر 1956ء میں پاکستان کے پہلے آئین میں یہ شق رکھ دی جاتی کہ سربراہ مملکت یا چیف ایگزیکٹو ہونے کے لیے تاریخ کا طالب علم ہونا لازم ہوگا تو ہم آج اِس حالت کو نہ پہنچے ہوتے، اس لیے کہ ایوب خان کو کرامویل کا انجام معلوم ہوتا، یحییٰ خان کو حلوہ کھانے والے بادشاہ کے انجام کا علم ہوتا، ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم ضرور بنتا لیکن اپنے اچھے اور مفید پروگرام کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی کر لیتا کہ مجھے اب سندھی وڈیرے کی کھال سے نکل آنا چاہیے۔ ضیاء الحق ایسی عمارت کی تعمیر کی کوشش نہ کرتا جس کی ایک انچ گہری بنیاد بھی نہ کھودی گئی تھی اور ایسے معاملے میں غیر سنجیدگی کا انجام بھی اُس کے سامنے ہوتا۔ بے نظیر کبھی یہ نہ کرتی کہ باپ کی تمام خامیاں اپنا لو اور اُس کے اوصاف سے عملاً تائب ہو جاؤ۔ نواز شریف بے شک اقتدار کے حصول کے لیے اسٹیبلشمنٹ کو زینہ بنا لیتے لیکن یہ جان لیتے کہ بندوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اللہ کو نہیں۔ اور مشرف کتوں کو گود لینے سے پہلے یہ سوچ لیتا کہ اس کا انجام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کے بعد وہ یورپ کے بازاروں میں بھونکتا رہے گا، ہر گندی اور غلیظ شے کو سونگھتا ہوا دن میں اُسے خوش وخرم نظر آنے کی اداکاری کرنا پڑے گی اور رات کو خواب میں پھانسی کا پھندا آئے گا اور موت کے خوف سے زندگی موت سے بدتر ہو جائے گی۔ گیلانی صاحب یہ جانتے ہوتے کہ سپیکر شپ سے جیل، پھر جیل سے وزارتِ عظمیٰ، یہ آنا جانا ہمیشہ نہیں لگا رہے گا۔ عین ممکن ہے اس مرتبہ جیل کے تالے کی چابی کھو جائے۔ رہے موجودہ سربراہ مملکت تو وہ اقتدار کے بڑے میاں ہیں، لہٰذا ”سبحان اللہ“ ہیں۔ ہمارے ہاں تو فوجی آمر اور سِول ڈکٹیٹر بھی جلسے جلوس کر لیا کرتے تھے لیکن یہ ایوانِ صدر میں بھی بنکر کی زینت بنے رہتے ہیں۔ وہ فی الحال اقتدار میں ہیں، اُنہیں ہمارا مفت مشورہ ہے کہ وہ کیری لوگر بل کو قبول کرنے سے پہلے کم از کم حیدر آباد دکن اور متحدہ بنگال کی تاریخ کا ہی مطالعہ کر لیں، تاکہ اُنہیں معلوم ہو جائے کہ اپنے ہی اسلحہ خانوں اور بارود کے ذخیروں میں پانی بھر دینے سے بیرونی آقا خوش تو ہو جاتے ہیں، انعام واکرام کے وعدے بھی کر لیتے ہیں، فوری طور پر تخت وتاج کی ضمانت بھی مل جاتی ہے، لیکن ہدف حاصل کرنے کے بعد اُن کا پہلا جملہ یہ ہوتا ہے کہ تم تو اپنوں کے نہیں بنے ہمارے کیسے بنو گے؟ اور ہوسِ اقتدار جس کی پیاس کو اپنوں کے خون سے بجھانے کی کوشش کی جا رہی ہوتی ہے، بالآخر خود اپنے خون کے ساتھ ہی بجھتی ہے۔ ہماری دلی دُعا ہے کہ ہمارے سربراہ مملکت کو اللہ تعالیٰ ایسے انجامِ بد سے محفوظ رکھے۔ لیکن اُنہیں بھی ذہن میں رکھنا ہوگا کہ تاریخ پہیے کی مانند ہوتی ہے جو گھومتی رہتی ہے، مدار نہیں چھوڑتی۔ لہٰذا اعمال کے نتائج بدلنے کے امکانات بھی نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

موت برحق اور ایسی اٹل حقیقت ہے کہ ملحد خدا کا انکار تو کرتا ہے موت کا انکار نہیں کرتا۔ مزید برآں یہ کہ زن سے محروم ہو جانے والے ہمارے صدر کو معلوم ہونا چاہیے کہ زر اور زمین بھی دھوپ اور چھاؤں کی مانند ہوتے ہیں، کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔ مغلیہ خاندان کے چشم وچراغ بہادر شاہ ظفر کی اولاد آج بھیک مانگتی نظر آتی ہے۔ صدر محترم! تاریخ کیا ہے؟ انسانوں کی ایک کہانی، اور دنیا کیا ہے؟ وہ سٹیج جو ایک مقررہ وقت تک کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ یہ انسان اس سٹیج پر مقررہ وقت تک اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بادشاہ، کوئی فقیر، کوئی بہادر اور راہِ حق کا متلاشی، کوئی بزدل اور راہِ فرار اختیار کرنے والا۔ کوئی اس دنیا کو پاؤں کی نوک پر رکھتا ہے اور کوئی

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 18
16 تا 22 شوال 1430ھ
6 تا 12 اکتوبر 2009ء
شمارہ 39

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 300 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مکڑی کی طرح اس پر ایسا جالا تنتا ہے کہ بالآخر خود اس میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ بہر حال آپ کی خدمت عالیہ میں یہ عرض کرنا تھا کہ انسانوں پر دن بدلتے رہتے ہیں۔ اور یہ ہمارا کہنا نہیں ہے بلکہ مالکِ ارض وسما کا فرمانِ عالی ہے جو پہاڑ پر بھی نازل ہوتا ہے تو وہ خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 40 کا ایک جز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ) ''اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں''۔ لہٰذا اُنھیں امریکی چھتری کو اپنے سر پر فخریہ تانے ہوئے تاریخی حقائق کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں کہ جو کچھ ہم عرض کرنا چاہتے تھے اُس کی تمہید اتنی طویل ہوگئی کہ اصل بات کہنے کے لیے جگہ بڑی مختصر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صدر زرداری منتخب صدر ہونے کے باوجود اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے جس طرح امریکی سہارا لے رہے ہیں کہ اب بات کیری لوگر بل تک پہنچ گئی ہے۔ جس کی شرائط ہماری سلامتی کے حوالہ سے انتہائی خطرناک ہیں اور انہیں قبول کر لینا گویا اجتماعی اور ریاستی خودکشی کر لینے کے مترادف ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی منظوری کا سہارا لے کر اُسے مسترد کر دیں ورنہ قوم اُنہیں مسترد کر دے گی۔ ہم اِس بل پر خود تبصرہ کرنے کی بجائے اس کی صرف بعض شرائط کا ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ قارئین اس پاکستان دشمن بل پر خود تبصرہ کریں۔

1- حکومت پاکستان کو ہر اُس شخص تک امریکی رسائی ممکن بنانا ہوگی جو ایٹمی پھیلاؤ کے حوالہ سے مطلوب ہوگا۔

2- افواجِ پاکستان اور ہماری ایجنسیاں اِس سے مستثنیٰ نہیں ہوں گی۔

3- مرید کے اور لشکر طیبہ کی کارروائیاں اور تمام مبینہ اڈے ختم کرنا ہوں گے (گویا یہ طے شدہ اور تسلیم شدہ ہے کہ اڈے موجود ہیں)

4- پڑوسیوں کے خلاف دہشت گردی کا خاتمہ کیا جائے گا۔ (بالفاظِ دیگر ہم اِس وقت پڑوسیوں کے خلاف دہشت گردی کر رہے ہیں۔)

5- مسلح افواج ملک کے سیاسی اور عدالتی نظام میں مداخلت نہیں کریں گی۔

6- فوج کے اعلیٰ عہدوں میں ترقی اور تقرری سیاسی حکومت کی مشاورت سے ہوگی۔

امریکی وزارتِ خارجہ ہر چھ ماہ بعد ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گی کہ پاکستان ان شرائط پر عمل کر رہا ہے، لہٰذا کانگرس پاکستان کی امداد جاری رکھنے کی اجازت دے۔

ان شرائط میں سے بہت سے نکات ہیں جن پر کسی محبِ وطن پاکستانی کو اعتراض نہیں ہوسکتا، مثلاً افواج پاکستان ملک کے سیاسی اور عدالتی نظام میں مداخلت نہیں کریں گی، وغیرہ وغیرہ، مگر یہ پاکستانی اپنے طور پر طے کریں۔ دوسرا ملک انہیں قرضے کی شرط کیوں بنائے؟ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ ہماری گردن میں ڈالی ہوئی رسی کو دن بدن کھینچتا چلا جا رہا ہے اور کسی غلط فہمی کے شکار ہمارے حکمران اُسے بخوشی اِس کی اجازت دے رہے ہیں۔

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد (مرد حضرات) کے لیے

بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

12 اکتوبر 2009ء سے

فہم دین کورس

موڈیول۔ I

کا آغاز ہو رہا ہے (ان شاء اللہ)

مضامین

☆ تجوید و قراءت ☆ مطالعہ حدیث

☆ عربی گرامر: دروس اللغۃ العربیۃ (الجزء الاول) ☆ دینی موضوعات پر لیکچرز

دورانیہ: 3 ماہ ...... **اوقاتِ تدریس**: مغرب تا عشاء (سوموار تا جمعرات)

داخلے کے خواہش مند حضرات

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کریں اور پُر کر کے 12 اکتوبر 2009ء تک وہیں جمع کرا دیں

فون: 3-35869501، ای میل: Email:irts@tanzeem.org

اجلاس توسیعی مشاورت

11 اکتوبر بروز اتوار صبح 10 بجے منعقد ہوگا (ان شاء اللہ)

اس اجلاس میں اظہار خیال کرنے کے خواہش مند رفقاء اپنے نام اجلاس کے آغاز سے ایک گھنٹہ تاخیر یعنی 11 بجے تک درج کروا سکتے ہیں۔ اس کے بعد تاخیر سے آنے والے رفقاء اس اجلاس میں اظہار خیال نہیں کر سکیں گے دور دراز سے آنے والے رفقاء کی رہائش کا انتظام بھی مرکز گڑھی شاہو میں ہوگا

بمقام: مرکز تنظیم اسلامی، 67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور

روزے کا حاصل: تقویٰ (i)

تقویٰ اُخروی کامیابی کی لازمی شرط ہے۔ قرآن حکیم میں کتنی مقامات پر یہ واضح کیا گیا کہ جنت اہل تقویٰ کے لیے ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے 25 ستمبر 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! نیکیوں کا موسم بہار، ماہ رمضان اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ اس ماہ مبارک میں اللہ نے ہم میں سے جن لوگوں کو روزہ رکھنے، تراویح میں شرکت کرنے، گناہوں سے بچنے، نیکیوں کے کرنے، خاص طور پر قرآن مجید کے ساتھ تعلق استوار کرنے کی توفیق دی، وہ مبارک باد کے لائق ہیں۔ عید الفطر دراصل انہی چیزوں کا شکرانہ ہے۔

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرۃ:185)

”اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔“

یعنی اللہ نے اپنی کتاب عظیم کے ذریعے تمہیں جو ہدایت دی ہے، اس پر اللہ کو شکر ادا کرو، اللہ کی کبریائی کا اعلان کرو۔ تکبیر کا ایک مظہر تو وہ تکبیرات ہیں جو ہم اس موقع پر کہتے ہیں، یعنی ”اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر لا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر اللّٰه اکبر وللّٰه الحمد“ یہ قولی تکبیر ہے۔ ایک عملی تکبیر بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی کبریائی کو بالفعل تسلیم کیا جائے، اُس کے قانون اور نظام زندگی کو جاری و ساری کیا جائے، زندگی کے تمام شعبے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے تابع کیے جائیں۔ قولی تکبیر تب ہی صحیح معنوں میں تکبیر ہوگی، جب اعلان کیا جائے کہ واقعی اللہ ہی سب سے بڑا ہے، اُسی کا حکم اور اُسی کا قانون سب سے اعلیٰ ہے، اللہ کی زمین پر اسی کا نظام شریعت چلے گا، نہ کہ غیر اللہ کا۔ ایسی ہی تکبیر کے متعلق اقبال نے کہا تھا ؎

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور!
یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدامست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم مسلمانوں نے رمضان کی بہار سے فائدہ اُٹھایا۔ بکثرت نیکیاں کمائیں، گناہوں سے بچے، قرآن کے ساتھ تعلق قائم کیا، اس سب کا حاصل تقویٰ ہے۔ اب جب کہ رمضان کا یہ مقدس مہینہ ہم سے رخصت ہوگیا ہے۔ اُس کے رخصت ہوجانے پر یہ نہیں ہونا چاہیے کہ رمضان کے جملہ معمولات ختم ہوجائیں اور ہماری زندگی اُسی سابقہ ڈگر پر چل پڑے۔ اگر ہماری روش یہی ہے تو یہ نفع کا سودا نہیں ہے۔ رمضان تو تقویٰ کی ٹریننگ تھی۔ یہ دورانیہ تو اس بات کی تربیت کے لیے تھا کہ ہم گناہوں سے بچ سکیں۔ تقویٰ تو نام ہی اس چیز کا ہے کہ ہم حرام کاموں سے، معصیت و نافرمانی سے بچیں۔ روزے کے ذریعے پورے تیس دن تک ہماری اس بات کی تربیت کی گئی کہ ہم اللہ کے حکم سے اُن چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روکے رکھیں، جو عام حالات میں جائز ہیں، یعنی ہم کھانے پینے سے اور شہوت کے پورا کرنے سے رُکے رہیں۔ جب ایک مہینے تک ہم نے صبح صادق سے شام تک حلال چیزوں پر بھی پابندی قبول کی، تو اب ہمارے اندر وہ قوت اور صلاحیت پیدا ہو جانی چاہیے کہ سال کے باقی گیارہ مہینے اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ یہ درست ہے کہ رمضان کے بعد وہ پابندی تو ختم ہوگئی ہے جو روزے کے ساتھ خاص تھی، لیکن حرام امور سے، اور گناہ و سرکشی سے بچنے کی پابندی تو برقرار ہے۔ وہ تو نہیں اُٹھ گئی۔ مولانا ابو الحسن علی ندویؒ کا ایک خطاب ہے جو ”دو روزے“ کے عنوان سے کتابچے کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی پیاری بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روزہ تو وہ ہے جس سے سب واقف ہیں، یعنی ماہ رمضان کا روزہ، جس کی بڑی تیاری اور اہتمام ہوتا ہے۔ یہ روزہ ایک دن کا روزہ ہے۔ شام کے وقت کھول دیا جاتا ہے۔ ایک روزہ اور ہے، جو طویل روزہ ہے۔ یہ روزہ ہماری زندگی کے آخری سانس تک چلے گا۔ اللہ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے، حرام و حلال کا جو دائرہ کھینچا ہے، شریعت کی جو پابندیاں لگائی ہیں، ہمیں زندگی بھر اُن کو ایک مسلمان کی حیثیت سے ملحوظ رکھنا ہے۔ معاصی سے بچنا ہے، منکرات سے رکنا ہے۔ عید ہو، یا شادی بیاہ کا موقع ہو، غرض زندگی کی کوئی بھی گھڑی اللہ کی یہ پابندیاں برقرار ہیں۔ اللہ کی حرام کردہ چیزیں حلال نہیں ہوسکتیں۔ ان چیزوں کا روزہ ایک مسلمان کا زندگی بھر کا روزہ ہے۔ یہ روزہ زندگی کے آخری لمحے تک برقرار رہے گا۔ نبی کریمؐ نے اسی اعتبار سے فرمایا:

((الدنیا سجن المومن و جنة الکافر))

”دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے“

دنیا کے قید خانہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندۂ مومن یہاں اچھا لباس زیب تن نہیں کرسکتا، یا اچھا کھانا نہیں کھا سکتا۔ ان چیزوں کی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ حلال ذرائع سے حاصل کی جائیں۔ دنیا قید خانہ اس اعتبار سے ہے کہ یہاں مومن کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کا پابند بنایا گیا ہے۔ وہ انہیں پھلانگ نہیں سکتا۔ اُس پر حرام چیزوں اور منکرات میں مبتلا ہونے پر پابندی ہے۔ وہ اپنی خواہشات کی

تسکین کے لیے بھی وہی راستہ اختیار کرے گا جو دین و شریعت نے بتا دیا ہے۔ دین کے دائرے سے باہر قدم نہیں نکال سکتا۔ اگرچہ انسان کا نفس تو یہی کہتا ہے کہ جیسے بھی ہو اُس کے مطالبات پورے کیے جائیں۔ نفس اپنی حدود کو پھلانگنا چاہتا ہے، اپنی تسکین کے لیے دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے، لیکن مومن کو حکم ہے نفس کے اس داعیہ کو روکے اور اُسے بے لگام نہ چھوڑے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک جھوٹ بولنے پر لاکھوں کما سکتا ہے۔ اس موقع پر نہ صرف آدمی کا نفس یہ تقاضا کرتا ہے، بلکہ رشتہ دار اور دوست احباب بھی یہی کہتے ہیں کہ جھوٹ بول لو، بہترین موقع ہے، فائدہ اُٹھالو، لیکن نہیں۔ بندۂ مومن ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اسی طرح ایک صاحب ایمان شخص ایک بڑے عہدے پر فائز ہے، وہ چاہے تو رشوت لے سکتا ہے۔ لیکن اللہ کے خوف سے نہیں لیتا، یا ایک آدمی کے پاس سرمایہ ہے اور وہ رشوت دے کر مفادات حاصل کر سکتا ہے، ناجائز مراعات پاسکتا ہے، لیکن اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس اُسے اس چیز سے باز رکھتا ہے۔ روزے کا حاصل ہی یہ ہے کہ آدمی حلال پر کاربند رہے اور حرام ذرائع سے بچے۔ اپنی معاشرت اور معیشت کو حرام چیزوں سے پاک رکھے۔ دوسروں کا مال ناجائز طور پر نہ کھائے۔ سود خوری، رشوت خوری اور ذخیرہ اندوزی سے اپنے آپ کو بچائے۔ یہ سب حرام ذرائع ہیں۔ روزے کا مقصد تقویٰ ہے اور تقویٰ کا سب سے بڑا ٹیسٹ ہی یہ ہے کہ آدمی اپنی معیشت کو حرام سے پاک کرتا ہے، یا نہیں۔ سورۃ البقرہ کے تیئسویں رکوع میں جہاں روزے کی فرضیت اور احکام کا تذکرہ ہے، وہاں بھی یہ فرمایا گیا کہ ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، اسی طرح رشوت سے منع کیا گیا ہے۔

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے تو کافر کے لیے یہ جنت ہے۔ اس لیے کہ اُس پر حلال وحرام کی کوئی پابندی نہیں۔ وہ جیسے چاہے، اور جس انداز سے چاہے نفس کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اُسے آخرت کی کوئی فکر نہیں۔ اُس کے لیے سب کچھ یہ دنیا ہی ہے ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ وہ خواہ گناہوں میں کتنا ہی آگے بڑھے، منکرات کو کتنا ہی اختیار کرے، اس پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ وہ دنیا میں آزاد ہے۔ یہی دراصل مومن اور کافر کے نقطۂ نظر کا فرق ہے۔ دنیا میں مومن کی اس قیدی اور اسیری کی حالت کو نبی کریم ﷺ نے ایک مثال سے واضح کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "مومن کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔" یعنی جتنی لمبی رسی سے وہ باندھا ہوا ہے، اُس حد تک وہ کھونٹے کے گرد دائرہ میں حرکت کر سکتا ہے، لیکن اُس سے باہر نہیں جاسکتا۔ یہ دائرہ اللہ کی حدود کا دائرہ ہے۔ بندۂ مومن کو اُسی کی پابندی کرنی ہے۔ اور یہ پابندی تاحیات برقرار رہے گی۔ یہی مومن کا زندگی بھر کا روزہ ہے۔ رمضان کا روزہ اسی روزے کی تیاری اور ٹریننگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں، معاشرتی میدان میں، معاشی سطح پر اور عبادات کے گوشے میں، غرض ہر پہلو سے بندۂ مومن کو اپنی دینی تربیت کا موقع فراہم کرتا ہے، تاکہ وہ اس مہینے جائز چیزوں پر پابندی قبول کر کے باقی گیارہ مہینوں میں، اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے کی اپنے اندر استعداد پیدا کرے۔ یہی چیز روزے کا حاصل ہے، یہی تقویٰ ہے۔

اگر ہمارے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو یہ باعث مسرت ہے، اور اس کی بنیاد پر ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے کہ ہماری زندگی میں کہاں کہاں حرام کی آمیزش ہے، کہاں کہاں اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے۔ اگر ہم نماز نہیں پڑھ رہے یا زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں یا صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کر رہے تو اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا گناہوں سے بھی بچنا ہے اور فرائض و واجبات پر بھی عمل پیرا ہونا ہے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص یہ طے کرے کہ مجھے آئندہ گیارہ مہینے نماز کی پابندی کرنی ہے، میری زندگی میں جو گناہ شامل ہیں، اُن کی آلودگی سے اپنے دامن کو بچانا ہے۔ پھر یہ کہ ہمیں تکبیر رب کا حکم ہے۔ تقویٰ اسی بات کا متقاضی ہے کہ ہم اللہ کی کبریائی کے اعلان اللہ کی دھرتی پر اللہ کے نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ اپنی زندگی میں سے کچھ وقت ضرور اس عظیم مشن کے لیے نکالیں۔ قرآن مجید میں حکم ہے:

﴿وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ﴾

پریس ریلیز 28 ستمبر 2009ء

123 ارب ڈالر کی خاطر انتہائی مکروہ اور شرمناک شرائط کا تسلیم کر لینا ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے حکمران خصوصاً صدر آصف علی زرداری پاکستان کو سوچا امریکہ اور بھارت کے حوالے کرنے پر تلے ہوئے ہیں

آصف زرداری اینڈ کمپنی اور پاکستان اکٹھے نہیں چل سکتے۔ اُنہیں مزید برداشت کرنا ملک دشمنی اور غداری کے مترادف ہوگا

حافظ عاکف سعید

کیری لوگر بل کی شرائط سامنے آنے پر تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 123 ارب ڈالر کی خاطر انتہائی مکروہ اور شرمناک شرائط کا تسلیم کر لینا ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے حکمران خصوصاً صدر آصف علی زرداری پاکستان کو سوچا امریکہ اور بھارت کے حوالے کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ پُراسرار شرائط پاکستان کی فوج کو بے دست وپا کرنے اور ایٹمی سائنس دانوں تک امریکہ کی پہنچ ممکن بنانے کے لیے زینے کا کام کریں گی۔ افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ جسٹس افتخار چودھری سے ذاتی پرکاش کی بنا پر عدلیہ کو بھی اس میں گھسیٹ لیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قوم اب اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے کہ آصف زرداری اینڈ کمپنی اور پاکستان اکٹھے نہیں چل سکتے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسے حکمرانوں کو مزید برداشت کرنا ملک دشمنی اور غداری کے مترادف ہوگا۔

جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان

اللّٰہ﴾ (التوبہ:41)

"اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ۔"

تقویٰ جو روزے کی عبادت کا اصل حاصل ہے، اس کا دنیا میں فائدہ تو یہ ہے کہ اس کی بدولت انسان شریعت کی پاسداری کرتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ آخرت کی کامیابی ہے۔ قرآن حکیم میں جا بجا یہ بات واضح کی گئی ہے کہ آخرت کی کامیابی متقین کے لیے ہے۔

اور یہ بات کئی مقامات پر آئی ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا﴾ (النبا:31)

"بے شک متقین کے لیے کامیابی ہے۔"

سورۃ ق میں فرمایا:

﴿وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ﴿٣١﴾﴾

"اور بہشت پرہیز گاروں کے قریب کردی جائے گی، اور کچھ بھی دور نہ ہوگی۔"

سورۃ الذاریات میں ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿١٥﴾﴾

"بے شک متقین بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے۔"

سورۃ الطور ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ﴿١٧﴾﴾

"جو متقی ہیں، وہ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔"

سورۃ القلم میں فرمایا:

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿٣٤﴾﴾

"متقین کے لیے اُن کے پروردگار کے ہاں نعمت کے باغ ہوں گے۔"

گویا تقویٰ اضافی چیز نہیں، بلکہ جنت میں داخلے کی لازمی اور بنیادی شرط ہے۔

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو بکثرت تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾

"اور اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

سورۃ لقمان (آیت:33) میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا ؕ﴾

"لوگو! اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو، اور اُس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے گا۔"

سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿٧٠﴾﴾

"مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔"

سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿١﴾﴾

"مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔"

اسی سورۃ میں آگے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴿١٢﴾﴾

"اللہ کا ڈر رکھو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

سورۃ التغابن میں تقویٰ کا حکم بایں الفاظ دیا گیا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾﴾

"جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرو (اور اس کے احکام کو) سنو اور فرماں بردار رہو اور اس کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

سورۃ المائدہ میں کئی مقامات میں تقویٰ کی تلقین کی گئی۔

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٨﴾﴾

"اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔"

یعنی کامیابی کا زینہ ہی تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر اُخروی فلاح و نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تقویٰ کی اس قدر تاکید کے باوجود اگر ہم تقویٰ کی اہمیت کا ادراک نہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا ہم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں ہر طرح سے بات سمجھا دی ہے۔

تقویٰ کی روح کیا ہے؟ تقویٰ کی روح آخرت کی جوابدہی کا احساس اور محاسبہ کی فکر ہے۔ بندۂ مومن کو اس بات کا احساس ہو کہ مجھے مرنے کے بعد اللہ کے حضور حاضری دینی ہے۔ وہ دنیا ہی میں گم ہو کر نہ رہ جائے، بلکہ ہر قدم پر اُسے یہ خیال رہے کہ میری اصل منزل آخرت ہے، وہاں کی زندگی دائمی زندگی ہے، جس کے سنوارنے کے لیے مجھے جدوجہد کرنی ہے، ہر وقت اُسے یہ فکر ہے کہ میں وہاں ناکام نہ ہو جاؤں۔ اگر ایک آدمی کی یہ کیفیت نہیں تو وہ تقویٰ کی روح سے محروم ہے۔

جنت میں اہل جنت سے سوال ہوگا کہ تمہارا کون سا عمل تھا، جو اللہ کو بہت پسند آیا، اور تم جنت میں پہنچ گئے۔ اہل جنت اس سوال کا جو جواب دیں گے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب لوگوں میں دیگر خوبیوں کے لیے علاوہ جو مشترک صفت تھی وہ تقویٰ اور اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس تھا۔

﴿قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ۝﴾ (الطور:26)

"کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر میں (اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے۔"

تقویٰ کی یہ روح اگر نہیں ہوگی تو پھر ظاہر ہے انسان گناہوں پر جری ہوگا، سرکشی اور بغاوت کی روش اپنائے گا اور حرام و حلال، جائز و ناجائز کی چنداں پروا نہیں کرے گا۔ تقویٰ کی یہ روح کیسے زندہ و بیدار ہوگی؟ اس کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ اگر آپ قرآن حکیم بکثرت پڑھیں گے تو آپ کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری کی روح بیدار رہے گی، اس لیے کہ قرآن آپ کو بار بار یاد دہانی کرائے گا کہ تمہارا مقصد زندگی اور تمہاری منزل کیا ہے۔

دعا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ کی پونجی عطا فرمائے۔

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

طالب

نورا کینہ قاضی، راولپنڈی

عمر عزیز کے چونتیس سال کوئٹہ میں گزرے ہیں۔

جب تک ہم چھاؤنی میں رہتے رہے کسی فقیر یا فقیرنی کی صورت شاذ ہی دیکھنے کو ملی۔ پھر جب ہم چھاؤنی کی رہائش ترک کرکے شہر چلے آئے تو وہاں ہمیں فقراء کی ایک نئی ہی قسم سے واسطہ پڑا۔ یہ فقراء مسجدوں اور دینی مدرسوں میں پڑھنے والے نوعمر لڑکے ہوتے تھے جو بالعموم طالب کہلاتے تھے۔ یہ غریب گھروں کے لڑکے ہوتے تھے جنہیں ان کے ماں باپ پرائیویٹ یا سرکاری سکولوں میں تعلیم دلانے کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ مساجد اور دینی مدرسوں میں چونکہ تعلیم، قیام وطعام بالکل مفت ہوتا تھا، اس لیے وہ اپنے بچوں کو وہاں داخل کردیتے تھے۔ وہاں رہتے ہوئے وہ دینی تعلیم بھی حاصل کرلیتے تھے اور انہیں ایسی جگہوں پر ملازمتیں بھی مل جایا کرتی تھیں۔ یہ طالب ہر رات محلے کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹاتے، وہاں سے انہیں روٹیاں، سالن اور اکثر اوقات کپڑے بھی مل جاتے۔ لوگ عام بھکاریوں کے برعکس ان لڑکوں سے شفقت اور شائستگی سے پیش آتے تھے اور انہیں کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔

ہمارے گھر بھی ایک طالب جو نوعمر پٹھان لڑکا تھا ہر رات باقاعدہ کھانا لینے آیا کرتا تھا۔ اس کے آنے کا جو وقت ہوتا تھا، اس وقت نہ رات کا سالن تیار ہوتا تھا، نہ ہی روٹیاں پکی ہوتی تھیں۔ اس لئے ہم اسے دوپہر کا بچا ہوا سالن اور روٹیاں دے دیا کرتے تھے۔ ایک رات اسے دینے کے لیے روٹیاں تو موجود تھیں لیکن سالن نہیں تھا، اس پر میں نے اسے روٹیوں پر سالن کے طور پر سلاد یعنی ہری مرچیں، پیاز اور ٹماٹر وغیرہ رکھ دیئے۔ والدہ نے جب یہ دیکھا تو بہت ناراض ہوئیں کہ "یہ طالب تو اسلام کا قلعہ ہیں۔ اس کے سپاہی ہیں۔ انبیاء کے ورثے کے محافظ ہیں۔ یہ وہ تعلیم حاصل کررہے ہیں جو حقیقی معنوں میں علم کہلاتی ہے۔ یہ وہ کام کررہے ہیں جو سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے نہیں کرسکتے"۔ انہوں نے سلاد ہٹا کر روٹیوں پر ڈھیر سارا دیسی گھی رکھ کر طالب کو دے دیا اور آئندہ اس کے کھانے کا خیال رکھنے کی خاص طور پر تاکید کی۔ چنانچہ اس کے بعد ہر رات طالب کو تازہ پکی ہوئی روٹیاں اور سالن دیا جانے لگا۔

جب تک ہم اس محلے میں رہے، وہ طالب ہر رات باقاعدگی سے ہمارے گھر کھانا لینے آتا۔ پھر جب ہم اس محلے کو چھوڑ کر ایک دوسری جگہ منتقل ہوگئے تو وہاں بھی ایسا ہی ایک نوعمر لڑکا جو اس محلے کی مسجد کا طالب علم تھا، کھانا لینے آنے لگا۔ ہم مساجد اور دینی مدرسوں میں تعلیم پانے والے ان غریب لڑکوں کو محض دینی تعلیمات حاصل کرنے والے اور آگے چل کر امام مسجد، مولوی، مفتی، قاری، حافظ قرآن، عامل تعویذات وجنات بن جانے کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بات تو ہمارے سان وگمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ غریب طالبان علم کسی وقت اپنے آپ کو ایک ایسا نام، ایک ایسی قوت ثابت کریں گے جس کی دہشت کفر کی قوتوں کو ہر دم لرزہ براندام رکھے گی۔

افغانستان میں مساجد اور دینی مدرسوں میں تعلیم پانے والے یہ غریب مگر جذبۂ جہاد اور حمیت دینی سے سرشار طالب علم روسیوں کے خلاف مجاہدین کا ہراول دستہ بنے رہے۔ پھر جب روسیوں کی شکست اور ان کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد وہاں کوئی مستحکم حکومت قائم نہ ہوسکی اور ملک میں لاقانونیت، بدامنی اور خانہ جنگی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا تو ان حالات میں وہاں کی مساجد اور دینی مدرسوں میں تعلیم پانے والے یہ طالب علم جو آگے چل کر طالبان کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہوکر آگے بڑھے، انہوں نے اپنے رہنما مولوی محمد عمر کی سربراہی میں تھوڑے ہی عرصہ میں ملک میں مثالی امن و امان قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام شریعت بھی قائم کردیا۔ جس کے نتیجے میں ملک میں ہر قسم کے جرائم کا خاتمہ ہوگیا، اور اخلاقی ومعاشرتی برائیوں سے پاک ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آگیا۔ اسلامی نظام عدل کے قیام نے عوام کو اپنے ثمرات سے مستفید کرنا شروع کیا۔ غربت کی انتہاؤں کے باوجود اس ملک پر کسی قسم کے غیر ملکی قرضوں کا بوجھ نہیں تھا، نہ ہی اس نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا کیا۔ یوں یہ دنیا کا انتہائی پسماندہ اور غریب ترین ملک اسلامی نظام حکومت کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آگیا۔ یہ بات کفر کی قوتوں کو چونکا دینے کے لیے کافی تھی۔ انقلاب ایران کے لگے ہوئے زخم انہیں ابھی تک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کئے ہوئے تھے۔ انہیں یہ خوف دامن گیر ہوا کہ اگر پاکستان اور وسط ایشیائی ریاستوں میں بھی افغانستان کی اسلامی حکومت کے زیر اثر اسلامی حکومتیں قائم ہوگئیں تو ان کی عالمی چودھراہٹ خطرے میں پڑ جائے گی۔ ان کی سودی نظام پر مبنی تجارت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ بھی زمین بوس ہوجائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں یہ خدشہ لاحق ہوگیا ہو کہ اسلامی نظام حکومت کے فیوض وبرکات ان کے عوام میں دلچسپی اور تجسس کو بھڑکائیں گے۔ یوں اُن کے ملکوں میں اسلام کے داخلے کی راہ ہموار ہوجائے گی۔ (جیسا کہ اب جرمنی میں ہورہا ہے کہ چند عشروں کے اندر اس کے اسلامک ری پبلک آف جرمنی بن جانے کے خطرے کا اظہار کیا جارہا ہے۔ فرانس، ہسپانیہ اور پولینڈ میں بھی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد الگ وہاں کے حکمرانوں کی نیندیں حرام کئے ہوئے ہے۔) چنانچہ نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا اور القاعدہ کو، جس کی روسیوں کے خلاف جہاد میں ان طاغوتی قوتوں نے خود سرپرستی کی تھی، اس کا ذمہ دار قرار دے کر اس کے مستقر افغانستان پر وحشیانہ فوج کشی کی گئی۔ طالبان ہر چند کہ اللہ کے سپاہی تھے، جہاد افغانستان کے تجربہ کار تھے، لیکن اسلحہ اور فوج کے اعتبار سے کسی بیرونی یلغار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے طاقتور دشمن، دنیا کی واحد نام نہاد سپر پاور کا مقابلہ کرنے کی بجائے پسپائی کی حکمت عملی اختیار کی۔ یہیں سے تاریخ اسلام کا وہ خونین باب شروع ہوتا ہے جس کے لہو رنگ اوراق آج تک ختم ہونے میں نہیں آرہے۔

ہمارا سابق عاقبت نااندیش فوجی حکمران امریکہ کی ایک ہی دھمکی پر ان کا نان نیٹو اتحادی بن گیا۔ جو طالبان

کل تک دوست اور اتحادی تھے، انہیں دشمن کا درجہ دے دیا گیا اور طاغوتی قوتوں کے ساتھ مل کر ان کے خلاف جنگی کارروائیاں شروع کردی گئیں جس کے نتیجے میں ملک بھر میں دہشت گردانہ کارروائیوں اور خودکش حملوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ ایٹمی پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنا، اسے کمزور کرنا، توڑنا، بکھیرنا ہمیشہ سے ان طاغوتی قوتوں کی حیثیت یعنی یہود و ہنود و نصاریٰ کا مقصد اوّلین رہا ہے۔ طالبان کے خلاف پاکستان کی فوجی کارروائیوں نے انہیں کھل کھیلنے کا سنہرا موقع فراہم کیا۔ چنانچہ طالبان کے بھیس میں بے شمار غیر ملکی جاسوس اور تخریب کار پاکستان کے شمالی علاقوں میں گھس آئے اور وہاں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانی شروع کردی۔ ان علاقوں میں حکومتِ پاکستان کی فوجی کارروائیوں کے ساتھ ہی امریکہ کے ڈرون حملے بھی شروع ہوگئے۔ یوں فتنہ وفساد کی یہ آگ پھیلتے پھیلتے سوات اور اس کے نواحی علاقوں تک جا پہنچی، جس کے نتیجے میں وہاں کے لاکھوں باشندے بے گھر ہوئے اور اپنے ہی وطن میں ہجرت پر مجبور ہوئے۔

یہ صورت حال ہر محب وطن پاکستانی کے لیے افسوس ناک ہی نہیں غم وغصہ کا باعث بھی ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہمارا سابق فوجی حکمران جو غلطیاں اور حماقتیں کر گیا تھا نئے حکمران ان کا تسلسل قائم نہ رکھتے۔ لیکن انہیں بھی ملک کی نہیں اپنی کرسیاں بچانے کی فکر ہے۔ امریکہ کا خوف انہیں بھی لاحق ہے۔ سابق فوجی حکمران کی طرح انہوں نے بھی قومی غیرت وحمیت کا کوئی سبق نہیں سیکھ رکھا۔ انہیں بھی یہ خوف ہر دم مضطرب و بے چین رکھتا ہے کہ ہمارا یہ آقا و مولیٰ اگر ہم سے ناراض ہو گیا تو ہم پر ڈالروں کی برسات ہونی بند ہوجائے گی۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے ہمیں بھیک دینا بند کردیں گے۔ اس لئے یہ بھی سابق فوجی حکمران کی طرح آنکھیں بند کئے اس کا ہر حکم مانتے چلے جا رہے ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ ہمارے کوتاہ اندیش حکمرانوں کے حکم پر فوج شمالی علاقوں میں اپنی ہی سرزمین پر جدال و قتال میں مصروف ہے، بلکہ امریکی ڈرون حملے بھی ہر روز ساٹھ ستر معصوم جانوں کی بھینٹ لے رہے ہیں۔ یہ جہاز ہمارے حکمرانوں کی مرضی و اجازت سے ہماری ہی سرزمین سے اڑتے ہیں۔ اور فوج کے ہاتھوں سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں مارے جانے والے کون لوگ ہیں؟ حقیقی طالبان؟ یا نقلی طالبان؟ یہاں ہماری خفیہ ایجنسیوں کی ناقص کارکردگی سامنے آتی ہے۔ اگر را اور موساد کے ایجنٹ اور دوسرے دہشت گرد طالبان کے بھیس میں ہمارے شمالی علاقوں میں داخل ہو رہے تھے تو ہماری خفیہ ایجنسیاں ان کا پتہ چلانے میں کیوں ناکام رہیں؟ ان کی بروقت گرفتاری اور روک تھام آگ و خون کا دریا نہ بہاتی۔ پھر طاقت کا استعمال کسی مسئلے کا حل نہیں کہا جاسکتا۔ طاقت کے استعمال نے ہی طالبان میں یا شمالی علاقوں کے محب وطن عناصر میں انتقاماً ان باغی عناصر کو جنم دیا جو ملک بھر میں خودکش حملے اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ملک بھر میں خوف و ہراس کی فضا طاری ہو چکی ہے اور شہری عدم تحفظ کے احساس سے دوچار ہیں۔

اگر ہمارے اربابِ بست وکشاد ذرا عقل کے ناخن لیتے اور طاغوتی طاقتوں کے دباؤ پر شمالی علاقوں میں فوجی کارروائیوں کی بجائے طالبان اور قبائلی راہنماؤں سے مذاکرات اور افہام وتفہیم سے معاملات سلجھانے کی طرف توجہ دیتے تو حالات اس حد تک ابتر نہ ہو چکے ہوتے۔ فوجی کارروائیاں اصلی اور نقلی طالبان کی تمیز کیے بغیر بے شمار لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار رہی ہیں۔ بستیوں کی بستیاں، آبادیوں کی آبادیاں برباد کر رہی ہیں، جو انتہائی تشویشناک ہے اور ملک کے لیے مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔

طالبان اسلام کا قلعہ ہیں۔ اس کے سچے سپاہی اس کے محافظ ونگہبان ہیں۔ مسجدوں اور دینی مدرسوں میں پڑھنے والے غریب گھرانوں کے یہ بیٹے برس ہا برس سے طاغوتی قوتوں کے مذموم عزائم کی تکمیل کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہیں۔ آگ و خون کی بارش میں نہاتے ہوئے اللہ اور رسول ﷺ کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے مصروفِ جہاد ہیں۔ انہیں کسی طرح بھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری اپنی فوج، ہنود اور یہود و نصاریٰ کی تمام افواج مل کر بھی ان کا خاتمہ نہیں کرسکتیں۔ جب تک دینی مدرسے اور مساجد قائم ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت قائم رہیں گے، طالبان پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کی صورت میں اسلام کو سچے محافظ ملتے رہیں گے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ!

ماہِ رمضان کی الوداعی تقریب میں

انجینئر عبدالرزاق اویسی ثوبہ

ماہِ رمضان گیا راحتِ جاں گیا
رب کا بھیجا ہوا ہم سے مہماں گیا

لے کے آیا تھا وہ رحمت و مغفرت
ہر حزیں قلب کو کرکے شاداں گیا

نارِ دوزخ سے دے کے برأت ہمیں
بخشوانے کا کرکے وہ پیماں گیا

کردیا آکے شیطان زنداں میں بند
دل کے امراض کا کرکے درماں گیا

ساتھ دینے کا وعدہ کیا حشر تک
روسیاہوں پہ کرکے یہ احساں گیا

لے کے آیا تھا تحفہ شبِ قدر کا
ہر تہی دست کے بھر کے داماں گیا

کیسا وقتِ سحر تھا سہانا سماں
لطفِ افطار کا تھا جو ساماں گیا

کرکے خاکی بشر کو خدا آشنا
وصلِ بندہ و آقا پہ نازاں گیا

رب کے در پہ جھکا کے جبینِ بشر
کرکے اس کو عطا ذوقِ عرفاں گیا

یوں برستا رہا اس میں ابرِ کرم
کہ بہاتا ہوا کوہِ عصیاں گیا

اک تقدس بھری تھی فضا چار سُو
جابجا کو بہ کو جس کا فیضاں گیا

جاتے جاتے بھی ہم کو وہ بھولا نہیں
عید کی بانٹ کر ہم میں خوشیاں گیا

تو اویسی نہ اس قدر دل گیر ہو
سال بھر کے لیے ہی تو مہماں گیا

پاکستان کے خلاف جاری نفسیاتی جنگ اور اُس کے اہداف

لطیف حسن گورگان

پچھلے کچھ عرصے سے پاکستان میں تسلسل کے ساتھ ایسے تبصرے اور واقعات سامنے آ رہے ہیں جو اپنے اندر شدید قوت محرکہ رکھتے ہیں جن کے پاکستانی عوام کے نظریات و مورال پر گہرے اور دور رس (منفی) اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ دو قومی نظریے کو فرسودہ (Out Dated) یا غیر حقیقی قرار دینا، ہماری اب تک کی مرتب کردہ تاریخ کو جھوٹ و تعصب پر مبنی قرار دینا، اسلام کی روایتی توجیہات سے ہٹ کر نئے خیالات پیش کرنا، خدائی حدود کو وحشیانہ اور غیر منصفانہ قرار دینا، تعلیمی نصاب اور نظامِ حکومت کو سیکولر بنانے کی باتیں کرنا، میڈیا اور دوسرے ذرائع سے ہماری مذہبی اور اخلاقی اقدار سے متصادم کلچر اور رسوم کو فروغ دینا، اپنے کلمہ گو بھائیوں پر فوجی مظالم کی حوصلہ افزائی کرنا، را، موساد اور سی آئی اے کی ترتیب کردہ دہشت گردانہ کارروائیوں کو بلا ثبوت اور منظم انداز میں اسلام پسندوں کے سر ڈال کر اسلام کی گھناؤنی تصویر پیش کرنا شامل ہیں۔ یہ واقعات، تبصرے اور تجاویز اس بات کے غماز ہیں کہ پاکستانی بحیثیت قوم اور مسلمان اس وقت نفسیاتی جنگ کے منظم حملوں کی زد میں ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان حملوں کی نوعیت، طریقہ کار اور مقاصد کا بنظرِ غائر جائزہ لیا جائے اور اس پر اجتماعی اور مثبت ردِعمل دیا جائے۔

انسانی تاریخ میں جہاں ایسے افراد اور اقوام گزری ہیں جنھوں نے نسلِ انسانی کی بے لوث و مثبت خدمات سرانجام دیں اور اپنے نقشِ دوام چھوڑ گئے جن میں اولین صف میں پیغمبرانِ کرام علیہم السلام اس کے بعد اولیاءؒ، مصلح، حکمران و سائنسدان وغیرہ شامل ہیں، وہیں انسانی تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد و اقوام بھی موجود رہے ہیں جن کا مطمع نظر ہی جور و ستم اور مختلف ہتھکنڈوں سے انسانوں اور ملکوں کو محکوم بنا کر ان کا استحصال کرنا اور ان کی خدمات و وسائل سے انھی کو محروم رکھتے ہوئے خود زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا ٹھہرا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو جوں جوں انسانی شعور نے ارتقاء کی منازل طے کیں تو ظلم و استحصال کے یہ ہتھکنڈے بھی تحقیقی اور سائنسی بنیادوں پر استوار ہو کر مؤثر ہوتے چلے گئے۔ خصوصاً مغربی اقوام نے جب اپنے تاریک دور سے نکل کر علم و سائنس کے میدان میں قدم رکھا تو انھوں نے محکوم اقوام کے معاشرتی، سیاسی و معاشی استحصال کے بھی نت نئے طریقے وضع کیے اور سفاکی و بربریت کی نئی تاریخ رقم کی۔

ذرا پیچھے مڑ کر دیکھیں تو انسان نے جب قبیلوں اور گروہوں کی سطح سے اٹھ کر ملکوں اور قوموں کی سطح پر حکمرانی کا آغاز کیا تو ان ملکی سرحدوں کے تحفظ کے نظریات اور حکمت عملیوں نے جنم لیا۔ اور تب سے ملک کی حفاظت کے لیے حکمران دو جہتی حکمت عملی پر عمل پیرا رہے۔ جس میں پہلے مرحلے میں ملک کی سرحدوں پر ایک مضبوط فوج کی موجودگی اور دوسرے مرحلے پر جاسوسی کا ایک مؤثر نیٹ ورک، جو اپنے اور دشمن کے شہروں میں نفوذ کر کے پل پل کی خبروں اور خفیہ معلومات کی ترسیل کے ذریعے ملکی سلامتی کے تحفظ اور جنگی پیش بینی میں مدد دیتا رہے۔ قومی سلامتی کی یہ دو جہتی حکمت عملی ہزاروں سال اپنے ارتقاء کا سفر طے کرتی رہی اور بالآخر اٹھارہویں صدی کے آغاز کے ساتھ جیسے جیسے پرنٹ میڈیا نے اثر پذیری کی قوت حاصل کی اور یہ سفر بتدریج الیکٹرانک میڈیا کی طرف بڑھنا شروع ہوا، ماہرین نے اس کی اہمیت کو سمجھنا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں بڑے ملکوں کی افواج میں 19ویں صدی کے آخری اور 20ویں صدی کے اولین عشروں میں پروپیگنڈے، افواہ و ذہن سازی کے باقاعدہ شعبے مستند ماہرین نفسیات کی سربراہی میں قائم کر دیے گئے جنھوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ جیسا کہ جنگ عظیم دوم میں شریک ممالک ایک دوسرے کے مشہور اخبارات کے خود ساختہ ایڈیشن ایسی خبروں کے ساتھ ان ممالک میں گراتے رہے جن میں ان ممالک کے جنگی نقصانات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا تھا۔ تاکہ وہاں کے عوام اور افواج کے جذبے اور حوصلے کو گرایا جا سکے۔ حتیٰ کہ اتحادی ممالک جرمن ریڈیو کے نام سے ایسی ہی خبریں نشر کرتے رہے۔ یہ تو نصف سے زائد صدی پہلے کی باتیں ہیں۔ آج جب کہ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا اپنی اثر پذیری کی حیران کن قوت حاصل کر چکا ہے، پروپیگنڈہ و ذہن سازی کے شعبہ جات ملکی سلامتی کے تحفظ اور خصوصاً جارحانہ حکمت عملی کے لیے تیسری (اول ملٹری، دوم انٹیلی جنس) اور سب سے اہم جہت کا درجہ پا چکے ہیں، کیونکہ ماہرین کے مطابق یہ شعبے نہ صرف حالت امن میں بھی بہترین نتائج دیتے ہیں بلکہ بغیر جنگی اخراجات اور خون خرابے کے، دشمن عوام کے نظریات اور عادات و رسوم کو بدل کر اپنے مقاصد زیادہ بہتر طور پر حاصل کیے جا سکتے ہیں، اسی لیے دورِ جدید میں اب قومی سلامتی کے لیے ملکی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی اتنی ہی اہم قرار پا چکی ہے۔ اس کو مزید اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ کسی بھی جنگ کا حتمی مقصد دشمن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنا ہے اور ہتھیار ڈالنا ایک ذہنی کیفیت اور نفسیاتی رویہ ہے جو فرد کو غصے اور جارحیت سے روکتا ہے۔ اگر آپ دشمن میں یہ کیفیت پیدا نہیں کر سکتے تو پھر آپ کو دشمن کے شہروں کی مکمل تباہی اور افراد کی ہلاکت تک لڑنا پڑے گا۔ اگر آپ نفسیاتی شکست کی کیفیت دشمن عوام اور فوج میں پیدا کر لیں تو مطلوبہ مقاصد بہت کم نقصان اٹھا کر حاصل کیے جا سکتے ہیں (اس کی جزوی تشبیہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں دیکھی جا سکتی ہے اور کم و بیش تمام مسلم ممالک میں یہ کھیل قریباً دو صدی سے جاری ہے)۔ ہتھیار ڈالنے یا ذہنی، سیاسی، سماجی، معاشی و فوجی محکومی کی کیفیت کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے پہلے مرحلے میں ٹارگٹ ریاست میں درج ذیل حالات قائم کیے جاتے ہیں جن کے تحت دشمن عوام و فوج اور خصوصاً نوجوان نسل میں......

1۔ کسی واضح آفاقی یا اخلاقی نصب العین کا نہ ہونا۔
2۔ اپنی روایات و نظریات کی افادیت پر یقین نہ ہونا یا کم تر سمجھنا۔
3۔ دشمن کے کلچر کو اعلیٰ اور قابلِ تقلید سمجھنا۔
4۔ مذہبی اقدار سے بیگانہ ہونا۔
5۔ اچھے مستقبل کے بارے میں پر امید نہ ہونا۔

6۔ مزاج میں بہت زیادہ مادیت پسندی ہونا۔

اور دوسرے مرحلے میں

7۔ قوم کا ملک کی سلامتی سے متعلقہ فیصلوں سے بے خبر ہونا اور ان سے وابستہ سیاسی، دفاعی، خارجی و معاشی اثرات کے بارے میں شدید قسم کی بے یقینی کا شکار ہونا۔

8۔ قوم پر ایسے حکمرانوں کو مسلط کرنا جن کی بدکرداری اور معاشی و معاشرتی جرائم کی داستانیں زبان زد عام ہوں جو مفاد عامہ کے دعوے کریں اور ان کے پورا نہ کرنے پر کسی شرمندگی کا اظہار بھی نہ کریں، نیز عوام کے لیے مختلف تناؤ کے محرک (Teasers) تخلیق کیے جاتے ہیں مثلاً بجلی، آٹے اور پانی کا بحران وغیرہ۔ (یہ تکنیک عوام میں اپنے سیاسی و انتظامی ڈھانچے پر شدید بد اعتمادی کو فروغ دیتی ہے اور اوپر بیان کردہ حالتوں سے مل کر بحران کے عالم میں دشمن کے انتظام کو جلدی قبول کرنے کی طرف مائل کرتی ہے)۔

9۔ ٹارگٹ ریاست میں سیاسی، سماجی، مذہبی، لسانی، نسلی بنیادوں پر تفریق پیدا کرنا اور ان میں تشدد اور مسلح ٹکراؤ کی حوصلہ افزائی کرنا (تاکہ باہمی تصادم سے ان کی قوت کمزور ہو اور جب اپنی افواج اتاری یا داخل کی جائیں تو کم سے کم مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے بلکہ اندرونی مدد و تعاون بھی حاصل رہے اور پاکستان میں دوسرے مرحلے پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ امریکہ اور اس کے حواریوں نے پاکستان میں ذہنی کارروائی کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے) اس کے علاوہ بھی کئی ایک عوامل ذہنی شکست کی علامت قرار پاتے ہیں جن کا وقتاً فوقتاً اس تحریر میں ذکر آئے گا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر جنگ بالواسطہ طور پر نظریاتی یا نفسیاتی جنگ ہوتی ہے جس کا مقصد ہدف میں احساس شکست یا ہتھیار ڈالنے کی خواہش پیدا کرنا ہے۔ یہ خواہش یا اوپر بیان کردہ حالتیں مختلف طریقوں سے پیدا کی جاسکتی ہیں جن میں تحریکوں کا ابھارنا اور اُن کے مخصوص الفاظ یا نعروں کا استعمال، عوام سے رابطے کے بڑے ذریعوں کو دسترس میں لاتے ہوئے اہم قومی ایشوز پر تبصروں اور تجاویز کا پیش کرنا، ہدف کے نظریات و روایات کو سائنسی و سماجی ترقی اور ذہنی حقائق کی آڑ میں غیر واضح اور کنفیوژن بنا کر پیش کرنا، واقعات کو اسٹیج کرنا یا دیگر عوامل کی بدولت رونما ہونے والے واقعات کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنا۔ یہ واقعات دہشت گردی کے بھی ہو سکتے ہیں اور سیمینارز، کانفرنسز، عوامی اجتماعات یا لانگ مارچ بھی ہو سکتے ہیں۔ ان طریقوں کو اختیار کرنے کے لیے ہدف ریاست میں ایجنٹ پیدا یا داخل کیے جاتے ہیں جو کہ کوئی سیاست دان بھی ہو سکتے، اخباری دانشور، شاعر، ادیب، فنکار، سماجی رہنما بھی۔ لیکن ایجنٹ لازمی طور پر کوئی ایسی شخصیت ہو گی جو رابطے یا معلومات کی ترسیل کے کسی بڑے ذریعے کو دسترس میں رکھتی ہو یا استعمال کر سکتی ہو۔ اس کے علاوہ خود ادارے بھی دشمن کے ایجنٹ کا کردار ادا کر سکتے ہیں جن میں اخباری ادارے، TV یا نیوز چینلز، این جی اوز، سیاسی و معاشرتی تحریکیں وغیرہ شامل ہیں اور اب تو یہ 21 ویں صدی کا کمال ہے کہ پوری کی پوری حکومتیں بھی ایجنٹ کا کردار ادا کرنے لگیں ہیں۔

قارئین کرام، نظریاتی جنگ اور اس کے طریقہ کار کے اس طویل تعارف کا مقصد اس بات کا تجزیہ کرنا ہے کہ پاکستان بحیثیت ایک ملک اور قوم کے اس طریقہ جنگ کو استعمال کر رہا ہے یا اس کا شکار ہو رہا ہے۔ اور شکار ہو رہا ہے تو کن اطراف ہے؟ کس کے ذریعے؟ کس طریقے سے اور یہ کہ اس کے کیا اثرات و نتائج رونما ہو رہے ہیں اور ان کی روک تھام کس طرح کی جاسکتی ہے؟ اس کے لیے ہم فرداً فرداً ان حالتوں کو جائزہ لیں گے جن کی موجودگی کسی قوم میں نفسیاتی شکست کی علامت ہو سکتی ہے یا جن کے ذریعے اس قوم کے نظریات کو بدلا یا کھوکھلا کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ انسانی زندگی میں جسمانی قوت سے کہیں زیادہ اہمیت دماغی قوت کی ہے۔ تجربات سے واضح ہے کہ مقصد اور اس کی افادیت پر واضح اور ٹھوس یقین رکھنے والا کوئی کمزور اور تھکا ہارا شخص بھی سخت ترین جسمانی مشقت سے گزر سکتا ہے جب کہ کوئی تازہ دم اور توانا شخص مذکورہ بالا دونوں محرکات کی عدم موجودگی میں بہت پہلے تھک ہار کر بیٹھ سکتا ہے۔ کسی بھی جنگ کو جیتنے کے لیے ضروری ہے کہ فوج اور اس کی پشت پر کھڑی قوم کے سامنے ایک واضح اخلاقی نصب العین ہو اور انہیں لڑی جانے والی جنگ کی اخلاقی سچائی پر بھی پورا یقین ہو۔ اس کی بہترین مثال تو جنگ بدر ہے لیکن بوجوہ راقم نے یورپی حوالہ چنا۔ جنگ عظیم میں برما اور انڈیا کے محاذ پر برطانوی فوجوں کے کمانڈر، بریگیڈیئر سلم (Slim) ٹروپس کے مورال کو اٹھانے کے لیے سب سے اہم محرک کسی عظیم اخلاقی مقصد کو سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے میری فوج کے لیے انڈیا کو بچانا اور برما کو دوبارہ فتح کرنا ایک نامکمل مقصد تھا۔ وہ کاز جس کے لیے میری فوج لڑی اور اسے لڑنا چاہیے تھا۔ اس جاپانی فوج کی مکمل تباہی تھا جو کہ شیطانی نظریات کی علامت تھی۔ ایسا ہی کاز برطانوی عوام کے سامنے بھی تھا جس کی بدولت وہ جی جان سے اپنے حکمرانوں اور افواج کے شانہ بشانہ تھی۔ اس کی متضاد کیفیت معروف جنگی سکالر انتھونی کیلیٹ اپنی کتاب Combat Motivation میں بیان کرتے ہیں۔ وہی برطانوی فوج جس نے فوٹی نوائے اور دیگر محاذوں پر اپنے آپ کو یورپ کے بہادر ترین لڑاکا دستوں کے طور منوایا، ہائی لینڈرز کے رضاکار اور غیر منظم دستوں سے شکست کھا گئے کیونکہ ان کے سامنے اس جنگ کا کوئی اخلاقی و نظریاتی مقصد نہ تھا اور اسے غیر ضروری طور پر مسلط کردہ سمجھ رہے تھے۔ اور ویسی ہی کیفیت اس وقت فاٹا میں جاری لڑائی میں سرکاری دستوں اور ملک کے دیگر حصوں میں بسنے والے عوام کی ہے اور اس لڑائی کا تادیر جاری رہنا ملکی سلامتی کے لیے نہایت خطرناک ہے۔

اسی لیے سب سے پہلے کسی قوم کی نظریاتی بنیادوں پر ہی ضرب لگائی جاسکتی ہے کیونکہ جنگی مقصد طے ہی نظریات کی روشنی میں کیے جاتے ہیں خواہ وہ سیاسی نظریات ہوں، سماجی ہوں، مذہبی یا معاشی، جنگ اپنے نظریات کی حفاظت یا پھیلاؤ کے لیے لڑی جاتی ہے۔ نظریے اور مقصد سے محروم یا جزوی وابستگی کی حامل اقوام کا جنگ یا بحران میں وہی حشر ہوتا ہے جو برطانوی دستوں کا ہائی لینڈرز کے ہاتھوں ہوا۔ اور نظریات میں سب سے اہم مذہبی نظریات ہیں۔ (جاری ہے)

تنظیمی اطلاعات

حلقہ لاہور کی دو مقامی تناظیم کے انضمام کا فیصلہ

امیر حلقہ لاہور کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ حلقہ کی دو تنظیم "ماڈل ٹاؤن" اور "قرآن اکیڈمی" کو ضم کر کے ایک تنظیم "ماڈل ٹاؤن" بنا دی جائے نیز اس تنظیم کے لیے محمد فواد صاحب کو امیر مقرر کیا جائے۔ امیر محترم نے اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے مذکورہ تناظیم کے انضمام کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم واہ کینٹ میں جناب محمد صادق خان کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی نے مقامی تنظیم واہ کینٹ میں دو سال پورے ہونے پر امیر کے تقرر کے لیے اپنی تجویز کے ساتھ رفقاء کی آراء ارسال کیں۔ امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 3 ستمبر 2009ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد صادق خان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ترجمہ: محمد فہیم

امریکی صدر اور اُن کے رفقاء نے تسلیم کیا کہ

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ، خلافت کے خلاف جنگ ہے

کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ کیش نے کہا:

''ہم اسلام کو آخری مورچہ سمجھتے ہیں''

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

یورپ میں کمیونزم کے زوال کے بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے مسلم ''بد معاش'' ملکوں کے ''لا مذہب'' لوگوں کے خلاف اپنے آپ کو عالمی تہذیب کے محافظ کے طور پر لا کھڑا کر دیا۔ نیو کنزرویٹوز کے فکر کے مطابق ان ملکوں میں دہشت جنم لیتی ہے اور حقوق نسواں کی پامالی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ فکر اینٹی کمیونزم سے زیادہ اس ''مذہبی سوچ'' کی پیداوار ہے جو بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے اور جس کی توسیع گزشتہ صدیوں کے دوران ہوتی رہی۔ امریکہ میں یہ فکر انگلش زبان کی اصل سرزمین سے آئی۔ اس فکر کو کروسیڈ اور بحری مہمات کے ساتھ جوڑ لیا گیا۔ 2000ء میں بش کے صدر منتخب ہونے کے ساتھ ہی ''مذہبی'' (الہیاتی) پیشن گوئیوں کی بنا پر جنگ پسند نیو کنزرویٹوز کے لیے مزید حمایت کی راہ ہموار ہو گئی۔ تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ 2004ء کا الیکشن اس بات کا ایک پیمانہ تھا کہ کٹر ایوانجلیکلز اور سیکولرسٹوں میں سے کون سا طبقہ زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ صاف ظاہر ہے ایوانجلیکلز یہ مقابلہ جیت گئے۔

دوبارہ انتخاب کے بعد اپنے افتتاحی خطاب کے موقع پر صدر بش لفظ ''آزادی'' کو تکرار کے ساتھ بولتا رہا۔ اور ایک بار اُس نے اس لفظ کو "hope kindles hope" کے طرز پر (جو بائبل کا مخصوص طرز ہے) "Untamed fire of freedom" میں بھی دُہرایا۔ یہ بائبل میں سے ایوانجلیکلز کا ایک دلچسپ نعرہ ہے جسے وہ بائبل کے ارمیاہ نبیؑ والی کتاب سے پڑھتے ہیں۔ عبارت کچھ اس طرح ہے: ''میں یروشلم کے دروازوں پر نہ بجھنے والی ایک آگ روشن کروں گا۔'' (17:27) اور اگر ایسا نہ کر سکوں تو پھر ''اس کے شہروں میں ایک بتی جلاؤں گا جو اپنے گرد جمع ہوئے سب لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے گی۔'' (50:32) اس جملہ کا براہ راست تعلق بائبل کے اس فقرہ کے ساتھ ہے: ''تم نے زندگی کا خالق مار ڈالا۔'' (3:5) اور ''آئیں کہ یسوع مسیحؑ کی راہ دیکھیں جو ہمارے عقیدے کے خالق اور تکمیل کنندہ ہیں''۔ (Hebrews 12:2) روتھ شیلڈ لکھتا ہے: ''آزادی کا خالق زندگی کا خالق ہے اور وہ خالق یسوع مسیحؑ ہے''۔ لفظ آزادی سے بش دوسرے معنوں میں جو کچھ چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ''یسوع مسیحؑ'' اور مشنریوں'' نے اس آزادی کو سینے سے لگایا جسے امریکی افواج کے ذریعے ''امریکن ایوانجلیکلزم'' کے ساتھ توسیع دی گئی (مطلب ہے کہ بش آزادی کے نام پر جو کچھ کرتا ہے اسے حضرت عیسیٰؑ کی حمایت حاصل ہے۔)

یورپی سکالر کیس وان ڈیر پجل کے مطابق بالادستی قائم کرنے کے لیے جو بھی منصوبہ ہو، اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ آبادی کی اکثریت کے رویوں اور مزاج سے جو معاشرتی ماحول تیار ہو چکا ہوتا ہے وہ اس سے ہم آہنگ ہو۔ اسی طرح مشنری نظریہ یا جذبہ کے تحت ''تہذیب اور وحشی پن'' کے بہانے جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کے موثر ہونے کا بھی انحصار اس بات پر ہے کہ اس سے مغربی عوام کے مجموعی ذوق کی تسکین ہو سکے۔ بش انتظامیہ میں کارفرما ذہن جو "The End of History" اور "The Axis of Evil" جیسے نعروں کو جنم دیتا ہے، یہ بھی دلیل سامنے لاتا ہے کہ دُنیا کو ایک مطلوب اور متعین تہذیبی ہیئت تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ ان ریاستوں کو ''رام'' کیا جائے اور ان کو حدود کے اندر رہنے پر مجبور کیا جائے جہاں سے یہ خطرہ موجود ہے کہ ان میں آواز اُٹھانے والا عوامی ہجوم اُٹھ کر ''تہذیب'' کے نام پر بڑھنے والی (طاقتوں) کی راہ میں مزاحم ہو سکتا ہے۔

نیو کنزرویٹو تحریک سے وابستہ کرسچین رائٹ اور ملٹری ہاکس (جو شیلے) کی اکثریت مذہبی فکر ہی کے زیر اثر ہے جنہوں نے دیگر عناصر کے ساتھ مل کر بش کو جتوانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جن شعبہ جات کی مدد سے بش جیت سکا، وہ یہ ہیں Moderate Corporate Internationalists, Anti-Interventionalists Libertarians, اور Paleo Conservatives اِن سب کی پالیسی بہت سارے اُمور پر ہم آہنگ تھی۔

ٹائمز کا رپورٹر ویلس الیسن لکھتا ہے: ''دور جدید میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پالیسی پر ایوانجلیکلز چھائے ہوئے ہیں اور نسلوں بعد ایسا ہوا ہے کہ سیاسی قوت بڑی حد تک مذہبی کنزرویٹوز کے ہاتھوں میں مجتمع ہو چکی ہے۔ کرسچین کولیشن کا معروف موجودہ نعرہ (مبہم) کچھ اس طرح ہے: ''آؤ امریکہ کو دوبارہ حاصل کریں۔'' سینیٹ کا اُمیدوار اور ایک کنزرویٹو گروپ Renew America کا بانی الان کیاس انتباہ کرتا ہے: ''امریکہ کی آزادی جتنی آج اندرونی حملہ کی زد میں ہے تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا''۔ ''فرنٹ لائن'' میگزین کا بھارتی تجزیہ نگار وجے پرشاد لکھتا ہے: ''امریکی ایوانجلیکلزم عیسائیت کی نمائندگی نہیں کرتا، تاہم یہ بش انتظامیہ کے ایجنڈے کی نمائندگی ضرور کرتا ہے''۔

وہائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر نیشنل ایسوسی ایشن آف ایوانجلیکلز سے بش کے خطاب کے الفاظ سے موجودہ انتظامیہ کے عقائد اور نظریات کی مکمل عکاسی ہوتی ہے۔ بش کا کہنا تھا: ''نیشنل ایسوسی ایشن آف ایوانجلیکلز (NAE) کی بنیاد 62 سال پہلے اللہ کی بادشاہت کے اعلان کے

> **امریکن امپریلزم اور کرسچنائزیشن (لوگوں کو عیسائی بنانے کی مہم) اب ساتھ ساتھ چل رہے ہیں**
>
> **گزشتہ 15 سالوں کے دوران مسلمانوں کے درمیان عیسائی مشنریوں کی تعداد 4 گنا ہو گئی ہے**

لیے رکھی گئی تھی۔ آج اس تنظیم میں مختلف مکاتب فکر کے 30 ملین لوگ شامل ہیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ خدا کا کام بڑی عقیدت اور دلی آمادگی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ امریکہ ایک قوم ہے جس کے پیش نظر ایک مشن

امریکہ کی نیو کنزرویٹو انتظامیہ کے مطابق نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ اچھائی اور بُرائی کے درمیان ایک معرکہ یا اللہ اور شیطان کے درمیان ایک لڑائی ہے۔ اس لڑائی کو جیتنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے وفادار بندے ''بُرائی'' کو تباہ کر کے رکھ دیں

ہے۔ ہمیں دُنیا بھر میں ''دہشت گردی'' کے خلاف لڑنے کا حکم ہے اور ہم اس کی تعمیل کر رہے ہیں۔ آزادی کی سرزمین اور آزادی کے رکھوالوں کی حیثیت سے ہم سے مطالبہ ہے کہ ہم انسانی حُریت کی قدر کو توسیع دیں۔ میں خوش نصیب انسان ہوں کہ اس وقت امریکہ کا صدر ہوں جبکہ امریکہ دنیا بھر میں پورا اثر و رسوخ رکھتا ہے اور ہمیں اسی اثر و رسوخ کو ایک بڑے مقصد کے لیے استعمال میں لانا ہے''۔

حکومت امریکہ، ایوانجلیکلو، نیو کنزرواور صیہونی عیسائیوں تمام کا مقصد مشترک ہے۔ مشہور بھارتی نژاد عیسائی جولیس گومز جو بھارت میں سب سے بڑے پروٹسٹنٹ مدرسہ ''دی یونائیٹڈ تھیولوجیکل کالج'' بنگلور میں اُستاد ہے، اپنی کتاب Mission, Myth and Money in a Multicoloured World میں بعض سربستہ حقائق سے پردہ اٹھاتا ہے۔ اس چشم کشا کتاب میں گومز مغربی ایوانجلیکلو کی قدرے غیر معروف اور خفیہ دُنیا کے دوسرے مختار مطلق اور مشترکہ ایجنڈا کے حامل گروہوں کے ساتھ اپنی ہمکاری کے متعلق تفصیل سے ذکر کرتا ہے۔ گومز جو کئی سال کرسچین ایوانجلیکلو کے قریب رہا ہے، کہتا ہے کہ ''ایوانجلیکلو کے عقیدہ کے مطابق امریکی اللہ تعالیٰ کی ایک منتخب قوم ہے۔ کیپٹل ازم ایک مقدس نظام، گلوبلائزیشن ایک رحمت، افغانستان پر کارپٹ بمبنگ ایک ضرورت، عراق پر جارحیت ایک کروسیڈ اور امریکی پرچم ایک مذہبی علامت ہے۔'' وہ کہتا ہے کہ اسے یہ جان کر سخت مایوسی ہوئی کہ مغربی چرچ (مذہب) بھی وہی نو آبادیاتی رویہ اختیار کیے ہوئے ہے جو مغربی دُنیا کا خاصہ رہا ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ امپریلزم کی اقتصادیات، ثقافت اور سیاست کا مرکز اب یورپ کی بجائے امریکہ میں منتقل ہو چکا ہے۔ سہ ماہی جریدہ "Indian Mission" (بابت اکتوبر تا دسمبر 2004ء) 2001ء کے اعداد و شمار کے حوالہ سے

لکھتا ہے کہ ''امریکہ نے 220 ممالک میں 60200 مشنریوں کو بھیجنے کا اہتمام کیا۔ اس مہم جوئی کو Coca Colonization کا نام دے کر گومز دعویٰ کرتا ہے کہ امریکن امپریلزم اور کرسچنائزیشن (لوگوں کو عیسائی بنانے کی مہم) اب ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ گومز کہتا ہے: ''پروٹسٹنٹ بنیاد پرستوں کی تو بات ہی کیا ہے۔ امریکہ سے تعلق رکھنے والے بظاہر کم انتہا پسند کیتھولک بشپس نے بھی امریکی حملوں اور قبضہ کی حمایت کی ہے۔ غیر جانبدار تجزیہ کار اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایوانجلیکلو بحیثیت مجموعی امریکی امپریلزم کے شدت سے حامی ہیں اور خود ان سے دیگر مذہبی اور ثقافتی گروہوں کو شدید خطرات لاحق ہیں''۔

کروسیڈ کا اہم ترین سبب

سرد جنگ کے خاتمہ پر امریکی ایوانجلیکلو کو دُنیا بھر میں عیسائیت کو پھیلانے اور ''بُرائی'' کے خلاف جنگ جیتنے کا سنہرا موقع ہاتھ لگا، جس کے لیے دو متبادل موجود تھے یعنی طاقت کا استعمال یا مشنری طریقہ۔ بعض تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ بُش اور اس کے ''دوبارہ جنم شدہ عیسائی'' (کٹر مذہبی عیسائی) ساتھی ان دونوں آپشنز میں سے طاقت کے استعمال یا مذہبی عسکری اقدام (Messianic Militarism) کو زیادہ صحیح لائحہ عمل سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ اچھائی اور بُرائی کے درمیان ایک معرکہ یا اللہ اور شیطان کے درمیان ایک لڑائی ہے۔ اس لڑائی کو جیتنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے وفادار بندے ''بُرائی'' کو تباہ کر کے رکھ دیں۔ اسی فکر کی بنا پر بُش اور اس کے رُفقاء ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ (War on Terrorism) کو (جو بعد میں خلافت کے خلاف جنگ مانی گئی ہے) اچھائی اور بُرائی کے درمیان ایک تاریخی معرکہ سمجھتے ہیں۔

11 ستمبر کو امریکی قوم کے نام خطاب میں بُش کا کہنا تھا: ''آج ہماری قوم نے بُرائی کو دیکھا'' اور اپنے سٹیٹ آف دی یونین خطاب (29 جنوری 2002ء) میں اس نے ''بُرائی کا محور'' (Axis of Evil) کی اصطلاح استعمال کی۔

مشنری فرنٹ پر امریکی حکومت غیر حکومتی ایکٹرز (Non-State actors) کو حکومتی اہلکاروں کی جگہ سامنے لے آئی اور ان میں سے ''مذہبی بنیادوں پر استوار تنظیم'' کو ترجیح دے کر دُنیا بھر میں سوشل ویلفیئر کے کاموں پر لگا دیا۔ یہ بات اتفاقی نہیں کہ 1989ء میں دیوار برلن کا انہدام اور منیلا اجلاس کا انعقاد ایک ساتھ ہوا۔ منیلا اجلاس میں تمام دُنیا سے کلیسا کے زُعماء امریکی چرچ کے ساتھ ہمنوائی کے لیے اکٹھے ہوئے۔ ''تحریک 2000ء اور اس کے بعد کی دنیا'' (AD2000 & Beyond Movement) کے سربراہ لوئس بُش نے نئی ایوانجلوم کو متعارف کرایا۔ وہ کہتا ہے کہ ''اگر ہم ہر شخص کو سچائی تک پہنچنے کا ایک موقع مہیا کرنے اور مسیح یسوع کی طاقت کو برقرار رکھنے میں سنجیدہ ہیں تو پھر ہم 10/40 کھڑکی والے علاقوں (مغربی افریقہ سے مشرقی ایشیا) اور ان میں بسنے والے کروڑہا غربت زدہ لوگوں سے کیسے آنکھیں چرا سکتے ہیں''۔ 1989ء میں امریکی ایوانجلیکلو نے سنگاپور میں عالمی ایوانجلائزیشن (World Evangelization) پر گلوبل مشاورت (Global Consultation) منعقد کی اور جوشوا پراجیکٹ (Joshua Project) کی تخلیق کر دی۔ اس منصوبے کا مقصد ایوانجلیکلو کو ''10/40 ونڈو'' میں غربت کے ماروں کو تیزی کے ساتھ عیسائی بنانے کے کام کے لیے منظم کرنا تھا۔ چونکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے امن پروگرام (Peace Corp) پر تحدید کی تھی، لہٰذا پرائیویٹ شعبہ بشمول مشنریوں کے کام کے لیے کافی گنجائش نکل آئی۔ چنانچہ گزشتہ چند دہائیوں کے دوران ایوانجلیکلو نے خود مذہبی بنیادوں پر استوار امن پروگرام (Peace Corp) کی شکل اختیار کر لی۔ سرد جنگ کے اِلام کے

> ٹائمز کارپوریشن الیسن لکھتا ہے:
> ''دورِ جدید میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پالیسی پر ایوانجلیکلو چھائے ہوئے ہیں اور نسلوں بعد ایسا ہوا ہے کہ سیاسی قوت بڑی حد تک مذہبی کنزرویٹوز کے ہاتھ میں مجتمع ہو چکی ہے''

دوران خوف کی فضا کو کم سے کم تر کرنے کی کوشش کی گئی، اس دوران جان ایف کینیڈی کی حکومت نے ایک سیکولر مشن کی تشکیل کر دی تھی جس کے تحت امریکی نوجوانوں کو ترقیاتی کاموں کے لیے تیسری دُنیا میں بھیجنے کا آغاز کیا گیا، تاکہ اس طرح امریکہ کے حق میں لوگوں کے دل و دماغ کو

رام کیا جاسکے۔

2003ء میں نیشنل ایسوسی ایشن آف ایوانجلیکلز (NAE) کے آرچرڈ ڈزک نے پریس کو بتایا "ایوانجلیکلز کی نظروں میں سوویت یونین کی جگہ اب اسلام نے لے لی ہے اور یہ کہ مسلمان ہی دورِ جدید کی بُرائیوں کے محور ہیں"۔

"10/40 ونڈو" والے فکر نے بڑھ کر "Windo International Net Work" نامی تحریک کو جنم دیا۔ "ساؤتھ بپٹسٹ کونشن" نے اپنے "انٹرنیشنل مشن بورڈ" کو مسلمان آبادیوں پر نگاہ مرتکز کرنے کے لیے متحرک کردیا۔

گزشتہ 15 سالوں کے دوران مسلمانوں کے درمیان عیسائی مشنریوں کی تعداد 4 گنا ہوگئی ہے۔ وال سٹریٹ جرنل کے بیری یومین کے مطابق ساؤتھ کیرولینا میں واقع کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی (CIU) میں ایسے کورسز کرائے جاتے ہیں جن میں مسلمانوں ملکوں میں مذہب تبدیل کروانے سے متعلق مواد شامل ہوتا ہے۔ "انٹرنیشنل فرنٹیئرز" کے ڈائریکٹر مسٹر راک لو یہ کورس کرواتے ہیں۔ یاد رہے کہ "انٹرنیشنل فرنٹیئرز" دُنیا میں سب سے بڑا گروپ ہے جو صرف اور صرف مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے کام پر فوکس کیے ہوئے ہے۔ مشن کا کام اسلام کو ٹارگٹ کرنا ہے۔ کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی میں انٹرکلچرل سٹڈیز کے پروفیسر ڈیوڈ کیش کا کہنا ہے: "ہم اسلام کو آخری مورچہ سمجھتے ہیں"۔

ڈیوڈ کیش بنگلہ دیش کے قصبہ کالیاکور میں چائے کی دُکانوں پر بیٹھ کر تبلیغ کیا کرتا تھا۔ وہ مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کی خاطر مسلمانوں جیسے لباس پہنا کرتا تھا۔

مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر مشنریوں کو کورس کے دوران یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کیموفلاج رکھیں (یعنی اصل شخصیت کو چھپائے رکھیں)۔ "انڈونیشیا میں ایوانجلیکلز لحاف سازی کا کاروبار کرتے تھے جہاں مغربی مشنریوں کو پناہ دینے کا پورا بندوبست ہوتا تھا، جو مسلمانوں کو کام دلا کر اُن کو عیسائی بناتے تھے۔ اس مشن نے درجنوں مسلمانوں کو عیسائی بنادیا"۔ جو طالب علم اس مشن کے تحت مسلم دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں، ان کو بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرنا چاہیے۔ ان طلبہ کے مشنری جذبہ نے اسلام کے خلاف مشن میں ایوانجلیکلز کو بہت تقویت پہنچائی ہے۔

مشنریوں کے سرخیلوں میں سے ایک سیموئیل زویمر ہے، جس نے 1916 میں اسلام کو ایک "قریب الموت" مذہب کہہ کر پیشن گوئی کی تھی کہ "جب ہلال (C) کا زوال شروع ہوجائے تو کراس (✝) کو غلبہ حاصل ہوتا جائے گا"۔

(جاری ہے)

عید آئی اور گزر گئی لیکن......

ملک خدا بخش

ہر سال رمضان المبارک کا اختتام قریب آتے ہی عید کا غلغلہ زور پکڑنے لگتا ہے۔ عید منانے کے نئے نئے انداز اور ولولے سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہم جب گرد و پیش نظر دوڑاتے ہیں تو عجیب احساس ہوتا ہے۔

مسلم اُمہ صومالیہ سے لے کر سنکیانگ (چین) تک جس صورت حال سے دوچار ہے، وقت کے طاغوت جس طرح مسلمانوں کی جان و مال اور عصمت و عزت کے ساتھ بے رحمی سے کھیل رہے ہیں، خون مسلم کتنا ارزاں ہو چکا ہے، انسانی تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ افسوس! آج کا مسلمان ناموسِ مسلم تو کیا ناموسِ رسالت کا دفاع بھی نہیں کر پا رہا۔ جرم فقط اتنا ہے کہ ع "اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں"۔

فلسطینیوں کی تیسری نسل یہودیوں کے ہاتھوں مسلسل خاک و خون میں کھیل رہی ہے۔ عراق میں لاکھوں مسلمان معصوم بچے، مرد و زن، پیر و جوان امریکیوں کی گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اب بھی دن رات لاشیں گر رہی ہیں۔ ایران صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے پورے عالم طاغوت کی دشمنی کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ افغانستان میں چند ہزار بے گھر اور بے یار و مددگار نفوس قدسیہ کے وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے 38 ممالک کی افواج جدید اسلحہ اور فضائی قوت کے ساتھ بے گناہ شہریوں کے خون سے گزشتہ آٹھ برس سے سرزمین افغانستان کو نہلا رہی ہے۔ جس انداز سے آتش و آہن کی بارش برس رہی ہے، عالمگیر جنگیں بھی اس کی مثال نہیں دے سکتیں۔

پاکستان کے غیور پختون نے کفار کا آلہ کار بننے سے انکار کردیا تو انہیں پاکستانی قوم پر مسلط یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں کے مدِ مقابل لا کر باہم لڑوا دیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہا دیا گیا۔ سوات کے پُرامن اور باعمل مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں بے گھر کردیا، کھیت کھلیان اجاڑ دیے، تمام وسائل غارت کردیے اور پھر کہا کہ جاؤ اب واپس چلے جاؤ اور اپنے ہی گھر کی بربادی کا ماتم کرو۔ یہ بدیسی حکمران فتح و کامرانی کے ترانے بجاتے نہ تھکتے ہیں نہ شرماتے ہیں۔ ہم تو اپنے ان یہودی تخموں سے یہ بھی نہیں پوچھ سکتے کہ آپ ہیں کون؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کب تک رہنا ہے اور چاہتے کیا ہیں؟ سنکیانگ (چین) کے یغوروں کی نسل کشی جس انداز سے ہو رہی ہے، کسی کو زبانی کلامی ہمدردی کی بھی جرأت نہیں کہ کہیں چین ناراض نہ ہو جائے۔

عزیز ہم وطنو! جس قوم کی حالت یہ ہو کہ مائیں، بہنیں، بزرگ ماہ رمضان کے دوران صبح سے شام تک روزے کی حالت میں تپتی دھوپ میں اس لیے کھڑے ہوں کہ شام کو روٹی پکا سکیں اور جن کے آنگن میں جوان بھائیوں، معصوم بچوں، بیٹیوں اور بزرگوں کے لاشے بے گور و کفن پڑے ہوں اور ڈرون حملوں کے خوف سے جنازے بھی نہ اُٹھ سکیں، ٹیلی ویژن پر اشتہارات بے حیائی اور فحاشی کے ایسے مناظر پیش کررہے ہوں جن کو دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے۔ دوستو! مجھے بتاؤ کیا یہ حسین وجمیل نوجوان بچیاں بھارتی ہیں، اسرائیلی ہیں، یورپی یا امریکی ہیں؟ یہ میری اور آپ کی بیٹیاں اور بہنیں ہیں جو یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنا آپ بیچ رہی ہیں۔

ان حالات میں ہماری قوم کس دل گردے سے اختتامِ رمضان پر خوشیاں مناتی ہے! اسے تو تعزیت اور سوگ منانا چاہیے۔ اسے چاند رات منانا زیب نہیں دیتا۔

بھائیو! آپ خود فیصلہ کریں۔ اپنے ہی اندر بیٹھے ہوئے مفتی سے فتویٰ لے لیں، آپ کو درست فتویٰ مل جائے گا بشرطیکہ آپ نے حرام کھا کھا کر اسے مار نہ دیا ہو۔ وماعلینا الا البلاغ

OOO

اب چاہئے پارلیمنٹ کا اتفاق رائے

عرفان صدیقی

اپنے عہد کے بے مثل مرد دانا خلیل جبران نے کہا تھا: ''افسوس ہے اس قوم پر جو اپنے ہاتھوں سے بنے کپڑے نہیں پہنتی اور اپنا اُگایا ہوا اناج نہیں کھاتی۔'' ہمارے ڈھیر سارے المیوں میں سے ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ باسٹھ برس کے دوران ہمارے تقدیر ساز اس راز کو نہ پاسکے کہ آزادی کا مرکزی نکتہ خود کفالت اور خود انحصاری ہے۔ لقمۂ تر کی ہوس نہ صرف ہمارے لہجوں کا جلال کھا گئی بلکہ اس گداگرانہ روش نے سترہ کروڑ کی قوم کو تماشا بنا کے رکھ دیا۔ وقت گزاری کے لیے کبھی قرض اور کبھی امداد کی خاطر گلیوں گلیوں صدائیں لگانے کو معاشی حکمت کار کا درجہ دے دیا گیا۔ ایک مدت سے یہ ابلیسی چکر چل رہا ہے۔ 1988ء کے بعد جمہوری حکومتوں کی راہ میں بار بار بارودی سرنگیں نہ بچھائی جاتیں اور بالخصوص میاں نواز شریف کے پہلے دور کے اقتصادی پروگرام کو پروان چڑھنے دیا جاتا تو شاید صورت حال میں کوئی بہتری آجاتی لیکن پہلے غلام اسحٰق خان کی خودسری اور پھر ایک بدمست کمانڈو کی طالع آزمائی نے قوم کی خودداری کے پرخچے اڑا ڈالے۔ جارج ڈبلیو بش کے کروسیڈ کو اپنی جنگ قرار دینے والے ڈکٹیٹر نے پاکستان کو عالمی ڈھور ڈنگروں کی کھرلی بنا دیا۔ معیشت کی بنیادوں میں کوئی استواری نہ آسکی۔ قرض اور امداد کو قاضی الحاجات بنالیا گیا۔

18رفروری کے بعد اقتدار کی باگ ڈور سنبھالنے والی پیپلز پارٹی اس بیماری کا مداوا نہ کرپائی۔ وہ عوام کے جذبہ احساس کو اپنے عزم میں ڈھالتی اور مشرف کے دسترخوانی قبیلے کو دست و بازو بنانے کی بجائے مسلم لیگ (ن) کے ساتھ مل کر حالات میں کوئی جوہری تبدیلی لانے کی کوشش کرتی تو شاید موسم بدل جاتا لیکن اس نے بھی آسان راستہ اختیار کیا۔ اس راستے کا خلاصہ یہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ امریکہ ہے، اس کا ہر جائز ناجائز حکم بجا لاؤ، اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی بجائے اس کی خیرات کو شکم پروری کا وسیلہ بناؤ اور حکمرانی کا ناقوس بجاتے رہو۔ اب اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے اور جفاکشی کا ہنر آزمانے کی بجائے آرام طلبی ہماری ہڈیوں کے گودے میں گھس گئی ہے اور حکمرانوں کو کچھ پاس ولحاظ نہیں کہ پاکستان اس لذتِ کام و دہن کی کیا قیمت ادا کر رہا ہے۔ ؎

ہم وہ مجرم ہیں کہ آسودگیٔ جاں کے عوض
رہن رکھ دیتے ہیں دل، درہم و دینار کے پاس

ہمارے جرم کی نوعیت اور شدت شاید اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہم دل ہی نہیں، متاعِ غیرت وایمان تک سب کچھ رہن رکھ دیتے ہیں اور وہ بھی کسی درہم و دینار کے بغیر۔

قوم، میڈیا اور سول سوسائٹی کی بیداری بہرحال ایک نیک شگون ہے۔ کیری لوگر بل سے جڑی ذلت آمیز شرائط پر عمومی ردِعمل زندگی کا مظہر ہے۔ اطلاعات کے وزیر مملکت جناب صمصام بخاری کے سوا شاید ہی کسی نے اس ''فرد ملامت'' کی تحسین کی ہو۔ احسن اقبال مسلم لیگ (ن) کے ترجمان ہیں۔ ان کے موقف کو مسلم لیگ (ن) کا سرکاری موقف خیال کرنا چاہیے۔ انہوں نے اس بل پر شدید تنقید کرتے ہوئے اسے توہین آمیز قرار دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس امداد کو قبول کرنے سے قبل پارلیمنٹ کی منظوری لی جائے۔ راجہ محمد ظفر الحق، جاوید ہاشمی، اقبال ظفر جھگڑا اور پرویز رشید نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ یقیناً پارٹی کے صف اوّل کے ان راہنماؤں نے اپنے قائد سے منظوری حاصل کرنے کے بعد ہی لب کشائی کی ہوگی۔ ٹی وی مذاکروں میں مسلم لیگ (ق) اور ایم کیو ایم کے راہنماؤں نے بھی ان شرائط کو قومی خودی سے متصادم قرار دیتے ہوئے معاملہ پارلیمنٹ کے سپرد کرنے کی بات کی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی جماعت کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ اسفند یار ولی، دورۂ امریکہ کے دوران صدر زرداری کے پہلو بہ پہلو موجود رہے۔ امریکی اہلکاروں سے ان کی جداگانہ ملاقاتیں بھی ہوئی ہیں۔ ان کی زیر قیادت اے این پی اب باچا خان اور ولی خان کے بانکپن سے محروم ہو کر امریکی مدار کا ایک دم دار ستارہ بن چکی ہیں۔ اسفند یار ولی، مشرف کو محفوظ راستہ دینے والی خفیہ ڈیل میں بھی شامل تھے۔ کیری لوگر بل کی تفصیلات کے حوالے سے بھی صدر زرداری اور حسین حقانی کے علاوہ اگر کوئی تیسرا شخص باخبر تھا تو وہ اسفند یار ولی ہی تھے۔ کیا ان کی جماعت عمومی قومی موقف سے ہٹ کر اس معاملے میں پیپلز پارٹی کا ساتھ دے گی؟ گمان یہ ہے کہ آج بھی اے این پی عوامی سطح پر ایسی توہین آمیز دستاویز کی حمایت کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ تو کیا پہلی بار پیپلز پارٹی تنہا ہونے کو ہے؟ کیا اسے کیری لوگر بل کی حمایت میں کوئی دوسرا ہمنوا نہیں ملے گا؟

مسلم لیگ (ن) کا یہ مطالبہ سو فیصد درست ہے کہ کیری لوگر بل کے ذریعے ملنے والی امداد اور اس امداد سے منسلک شرائط کی پوری تفصیل پارلیمنٹ میں پیش کی جائے۔ اگر امریکہ کے بااختیار صدر کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اپنے طور پر کسی ملک کی جھولی میں کچھ ڈال سکے تو پاکستان کا صدر قومی حمیت کو کسی کے قدموں میں کیسے ڈال سکتا ہے جو آئینی طور پر چیف ایگزیکٹو بھی نہیں۔ ڈیڑھ دو سال قبل امریکہ کے موجودہ نائب صدر جوزف بائیڈن نے اس بل کا خاکہ تیار کیا تھا۔ پھر سینٹ کی امور خارجہ کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر جان کیری اور کمیٹی کے سینئر رکن سینیٹرز رچرڈ جی لوگر نے اس کی نوک پلک سنواری۔ جان کیری، ڈیموکریٹس اور رچرڈ لوگر ری پبلکنز کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یوں دونوں بڑی جماعتوں (حزب اقتدار اور حزب اختلاف) نے مشترکہ کاوش سے یہ بل تیار کیا۔ پہلے ایوان نمائندگان نے کثرت رائے سے اس کی منظوری دی۔ سینٹ نے منظور شدہ بل میں مزید تبدیلیاں کردیں۔ پھر ان تبدیلیوں کی روشنی میں نیا بل تیار ہوا۔ یہ بل سینٹ نے اتفاق رائے سے منظور کرلیا۔ اب یہ بل ایوان نمائندگان کی امور خارجہ کمیٹی کے پاس ہے۔ چند دنوں میں یہ ایوان نمائندگان میں پیش کر دیا جائے گا۔ مبصرین کا خیال ہے کہ اس کی منظوری میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے (باقی صفحہ 17 پر)

قرآن اکیڈمی ملتان میں 10 روزہ فہم دین پروگرام

11 اگست 2009ء کو انجمن خدام القرآن پنجاب جنوبی کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی میں 10 روزہ فہم دین پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح 6:45 پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت رفیق تنظیم سرور احمد نے حاصل کی۔ درس حدیث امیر تنظیم ملتان شہر جام عابد حسین نے دیا۔ عمومی درس جناب امیر حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق پر دیا۔ سونے سے پہلے کی دعا جناب منور حسین نے بیان کی۔ پورے پروگرام میں تلاوت کے بعد درس حدیث کے فرائض جام عابد حسین اور محترم عرفان بٹ نے ادا کیے۔

عمومی درس کی ذمہ داری ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی اور جام عابد حسین نے ادا کی۔ پروگرام کے آخری حصہ دعا کا تھا جس کی ذمہ داری منور حسین نے انجام دی۔ پروگرام میں جن عنوانات پر گفتگو ہوئی، اس میں مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، راہ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں، نبی اکرم ﷺ سے ہماری تعلق کی بنیادیں، فرائض دینی کا جامع تصور، دین اور مذہب میں فرق اور اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت اسلام پر عمل کے لیے اجتماعیت کی اہمیت ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار شامل تھے۔ اس پروگرام کے لیے بینرز اور ہینڈ بلز استعمال کیے گئے تھے۔ اس کے لیے FM ریڈیو سے بھی پروگرام کی خبر نشر کی گئی۔ اس کے علاوہ ذاتی رابطے کے ذریعے بھی رفقاء نے کافی محنت کی۔ یہ پروگرام بذریعہ ملٹی میڈیا پیش کیا گیا۔

پروگرام کا دورانیہ روزانہ صبح 6:45 تا 8:15 تک تھا۔ پروگرام کے آخری روز نوید خلافت کتابچے کا مطالعہ جناب ڈاکٹر خاکوانی نے کروایا اور اس کے ثمرات سے بھی حاضرین کو آگاہ کیا اور روزانہ پروگرام کے آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی تھی اور حاضرین کو مشروب بھی پیش کیا جاتا۔ اس پروگرام میں رفقاء سمیت تقریباً 25 حاضرین ہوتے تھے۔

آخر میں امیر حلقہ پنجاب جنوبی نے حاضرین سے تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا۔ تنظیم کو قریب سے دیکھنے اور پڑھنے کی دعوت دی۔ اور حاضرین پر واضح کیا کہ بغیر تنظیم کے ان دینی مقاصد کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دین کا کام کرنے کے لیے پوری جدوجہد کرنے پر زور دیا۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی کوشش کو اور آپ کے یہاں 10 روز جمع ہونے کو قبول فرمائے۔ آمین (رپورٹ: ناصر انیس خان)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری کا انعقاد

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری کا انعقاد 15 اور 16 اگست کی درمیانی شب ہوا۔ نماز مغرب کے بعد امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی، جناب عبدالقدیر بٹ نے سورۃ البقرہ کا درس دیا۔ انہوں نے احادیث نبوی ﷺ کی روشنی رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت بیان کی، اور رفقاء پر زور دیا کہ وہ اپنے رمضان کے اوقات کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنائیں اور ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں۔ راقم الحروف نے مساکین کو کھانا کھلانے کے موضوع پر گفتگو کی اور بتایا کہ ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مساکین کا خیال رکھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے اور اگر کوئی شخص مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تو ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اُسے جہنم کا منہ دیکھنا پڑے۔ حاضرین کو بتایا گیا کہ ہم جب ہوٹل میں دعوت کا اہتمام کریں تو اس میں ایک وقت کے کھانے کے بل کے برابر رقم کسی مسکین کو بھی دیں، ہوسکتا ہے ہمارے ایک وقت کے کھانے کا بل کسی مسکین کے پورے مہینے کو کفایت کر جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس گھر کو بہترین قرار دیا ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور اس گھر کو بدترین قرار دیا ہے جہاں پر یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو۔ محلہ، شہر اور ملک کو بھی اس پر قیاس کیا جانا چاہیے۔ ہمارے ہاں لوگ بھوک سے تنگ آ کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ نا منصفانہ اور ظالمانہ نظام ہے۔ جب تک اس ظالمانہ نظام کا خاتمہ کر کے اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں کر دیا جاتا، مسائل حل نہیں ہوں گے۔ حافظ نعیم صفدر بھٹہ نے ”روزہ کا مقصد: تقویٰ“ پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ تقویٰ کا تقاضا ہے کہ آپ خلوت میں ہوں یا جلوت میں آپ کو یہ احساس دامن گیر ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اور اس احساس کی بدولت آپ برائی سے باز آجائیں۔ علی شاہد نے نعت پیش کی۔ ان کے بعد اکرام الحق نے صوم رمضان پر مختصر بات کی۔ عدنان احمد نے ”ہماری زندگی پر گناہوں کے خوفناک اثرات“ پر بات کی۔ انہوں نے بتایا کہ انسان پر جو بھی مصیبت آتی ہے، اس کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ آج ہم جن سخت حالات سے دوچار ہیں اس کی وجہ ہماری بداعمالیاں ہیں۔ آیئے ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں، اور دوبارہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ اس کے بعد رفقاء و احباب کو کھانا کھلایا گیا۔ دُعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی پروگرام

16 اگست 2009ء کو حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی میں ایک سہ ماہی تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں حلقہ کے تمام رفقاء کو مع احباب مدعو کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کا شرف محمد افضال نے حاصل کیا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے ایفائے عہد کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ راقم کی گفتگو کا مرکز و محور دراصل اللہ سے کیے گئے ہمارے عہد و پیمان تھے، جن میں اولین وہ وعدہ الست ہے، جب ہم نے اللہ کو اپنا رب تسلیم کیا۔ پھر بحیثیت مومن کیا گیا وہ وعدہ ہے جس میں ہم نے اپنے مال اور اپنی جانیں جنت کے عوض اللہ کو بیچ دی ہیں۔ تنظیمی رفیق ہونے کے ناتے امیر تنظیم سے سمع و طاعت کی بیعت بھی ایک بہت اہم عہد و پیمان ہے، کیونکہ اس بیعت میں اللہ کی بندگی کا پیمان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد شیخ سلیم نے اپنی پرسوز آواز میں کلام اقبال سنایا۔ ’خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ‘ سن کر تحریکی کارکنوں میں ایک نیا جذبہ بیدار ہوا۔ اس کے بعد امیر مقامی تنظیم فیصل آباد غربی نعمان اصغر نے ”تقویٰ“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے تقویٰ کا مفہوم سمجھایا اور نصوص قرآنی اور احادیث سے تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کی گفتگو میں تقویٰ کے حصول کے ذرائع کے حوالے سے بھی رہنمائی موجود تھی۔ اس کے بعد حافظ شفیق نے جو منفرد اسرہ جڑانوالہ کے نقیب بھی ہیں ’امر بالمعروف و نہی عن المنکر‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس کے طریقہ کار پر گفتگو کی۔ انہوں نے انبیا علیہم السلام کی زندگی سے مثالیں دے کر سمجھایا کہ انہوں نے کن حالات میں دعوت کا کام کیا اور آج ہم اس کام کو کیسے کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع نے ”امیر و مامورین کا باہمی تعلق“ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے منتخب نصاب نمبر 2 کے حوالے سے مامورین کی ذمہ داریاں بیان کیں اور امراء کو ان کے فرائض کا بھی احساس دلایا۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں مسنون بیعت کے الفاظ بھی دہرائے اور سمع و طاعت کے مفہوم کو واضح کیا۔ نماز ظہر کے بعد امیر حلقہ وسطی پنجاب جناب مختار فاروقی نے جو خصوصی دعوت پر جھنگ سے تشریف لائے تھے، قرب الٰہی کے دو مراتب کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ قرب الٰہی فرائض اور نوافل دونوں سے حاصل ہوسکتا ہے، تاہم جس دور میں دین مغلوب ہو قرب الٰہی کے حصول کی خاطر درویشی اختیار کر لینے کی بجائے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دینا ہی ہمیں اللہ کی قربت کا مستحق بنا سکتا ہے۔ آخر میں تمام مہمانوں کی پرتکلف ظہرانے کے ساتھ تواضع کی گئی۔ امیر حلقہ فیصل آباد رشید عمر، نائب امیر حلقہ پروفیسر خان محمد اور امیر مقامی تنظیم فیصل آباد شرقی ملک احسان الٰہی بھی پورے پروگرام کے دوران وقتاً فوقتاً پروگرام کے موضوعات کے حوالے سے رفقاء کی رہنمائی کرتے رہے۔ اس پروگرام میں 50 رفقاء اور 15 احباب شریک ہوئے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔ (رپورٹ: انجینئر فیضان حسن)

حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی و تعارفی پروگرام

حلقہ سرگودھا ڈویژن نے 16 اگست 2009ء بروز اتوار جوہر آباد میں ایک روزہ تربیتی و تعارفی پروگرام کا اہتمام کیا۔ یہ پروگرام مرکز تنظیم اسلامی جوہر آباد میں منعقد ہوا۔ پروگرام میں حلقہ کے رفقاء نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں جو صبح 9 بجے سے شام 5 بجے تک جاری رہا، بطور مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم حافظ عاکف سعید کو مدعو کیا گیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض غیور خان نے سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے درس قرآن ہوا، جو ماسٹر بشیر نے دیا۔ اس کا موضوع "حقیقت انسان اور فکر آخرت" تھا۔ اس کے بعد محمد ارشد (نقیب منفرد اسرہ جوہر آباد) نے "صلہ رحمی" کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ صلہ رحمی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم دین کی دعوت سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو دیں۔ اس کے بعد طاہر بشیر (نقیب اسرہ کلیار ٹاؤن) نے "اخلاص نیت" کے موضوع پر بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ "اگر اخلاص نیت کار فرما نہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ میدان بدر، احد، خندق یا دوسرے مراحل میں اپنے رشتہ داروں کے مدمقابل نہ ہوتے۔ مقامی ناظم تربیت ڈاکٹر عبدالرحمن نے "نفس اور شیطان کی ترغیبات" کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے نفس اور شیطان کی چالبازیوں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر کو واضح کیا اور بتایا کہ شیطان روز ازل سے بنی آدم کو گمراہ کرنے پر لگا ہوا ہے اور اس حوالے سے اس کا تجربہ ہم سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا ہمیں اس سے بچنے کے لیے شعوری کوشش کرنی پڑے گی۔ سوا بارہ بجے چائے کا وقفہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس پروگرام کا دوسرا سیشن شروع ہوا، جو ظہر تک جاری رہا۔ سب سے پہلے امیر تنظیم اسلامی سرگودھا شرقی عبدالخالق نے "مہلتِ عمل" کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ اس کے بعد نقیب اسرہ عمر پارک سرگودھا ڈاکٹر ناصر ملک نے "تنظیم اسلامی کی دعوت" کو بذریعہ ملٹی میڈیا پیش کیا اور بعد میں رفقاء و احباب میں اسی موضوع پر کتابچے تقسیم کیے گئے۔ اسی دوران دوپہر 1 بجے امیر محترم حافظ عاکف سعید تشریف لے آئے اور رفقاء کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا۔

3 بجے نماز ظہر ادا کی گئی اور اس کے بعد سے لے کر شام سوا پانچ بجے تک امیر تنظیم کا خصوصی خطاب اور سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ امیر محترم نے رفقاء کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے اور واضح کیا کہ حالات جیسے بھی ہوں، ہم اپنا منہج نہیں بدل سکتے۔ اگر رفقاء کے ذہن میں بھی کسی Short Cut کا خیال ہے تو وہ یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دیں، کیونکہ ہمارے ذمہ دین کی اقامت نہیں بلکہ اس کے لیے جدوجہد ہے اور وہ بھی منہج انقلاب نبویؐ کے طریق پر۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے اصل مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہیے اور اس مقصد کے لیے ہمیں جو کچھ بھی لگانا پڑے، وہ سب کچھ اس راہ میں لگا دینا چاہیے، کیونکہ یہ سراسر نفع کا سودا ہے، جس میں نقصان کا کوئی شائبہ نہیں۔ ساڑھے پانچ بجے نماز عصر ادا کی گئی۔ دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: حافظ محمد زین العابدین)

ضرورت معاون/ کمپیوٹر آپریٹر

تنظیم اسلامی کے مرکز گڑھی شاہو کے لیے ایک اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر کی کل وقتی بنیادوں پر ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت کم از کم ایف اے ہو۔ اردو (ان پیج)، انگلش (ورڈ)، ایکسل میں ڈیٹا فیڈنگ اور فارمیٹنگ نیز انٹرنیٹ ای میل میں مہارت رکھتا ہو۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی، 67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور

فون: 042-36316638-36366638 فیکس 36305110

بقیہ: کالم آف دی ویک

گی۔ کم و بیش ڈیڑھ سال پارلیمان کی چکی میں پسنے کے بعد آخری مرحلے میں یہ بل صدر بارک حسین اوباما کے پاس جائے گا جو اس کی رسمی منظوری دیں گے۔

یہ ہماری پارلیمان کس مرض کی دوا ہے؟ کیا عوام کے منتخب نمائندوں پر لازم نہیں آتا کہ وہ قوم کی عزت و آبرو کا تحفظ کریں؟ ستم دیکھئے کہ کیری لوگر بل اور منسلکہ فرد ملامت کا معاملہ اب تک کہیں زیر بحث نہیں آیا۔ وزیر اعظم بے خبر، کابینہ بے خبر، قومی اسمبلی بے خبر، سینیٹ بے خبر، سیاسی جماعتیں بے خبر، فوجی قیادت بے خبر اور سیون سٹار فقیران خوش پوش کا طائفہ نیو یارک میں تالیاں پیٹ رہا ہے؟ پاکستان میں یہ تاثر کیوں عام ہو رہا ہے کہ ملک کی آزادی و خود مختاری سے تعلق رکھنے والی بعض ذلت آمیز شرائط، بل پر مذاکرات کرنے والے پاکستانی شاطروں نے خود لکھوائی ہیں؟ عدلیہ کے حوالے سے فوج کے کردار والا شگوفہ یقیناً کسی عیار ذہن کی شاخ بیمار پہ پھوٹا ہے۔ یہ پہلو بھی لائق توجہ ہے کہ امریکی شرائط کے پردے میں ایک پوری "فرد جرائم" بھی چھپی ہے۔ پانچ برس پر محیط ساڑھے 7 ارب ڈالر (دو جنگوں کے لیے امریکہ کا دس روزہ بجٹ) کی مشروط امداد قبول کرنے کا مطلب اقراری مجرم کی طرح اس فرد جرائم پر انگوٹھا لگانا ہوگا۔

اگر مشرف نامی سیاہ کار ڈکٹیٹر کو کٹہرے میں لانے کے لئے 442 ارکان کا اتفاق رائے ضروری ہے تو سترہ کروڑ اہل پاکستان کی غیرت و حمیت کا سودا کرنے کے لیے بھی پوری پارلیمنٹ کی متفقہ آواز لازم ہے۔ قوم دیکھے تو سہی کہ اس کی عصمت و آبرو کی نیلامی کا ساتھ دینے والے دلال کون ہیں؟ (بشکریہ روزنامہ "جنگ")

ضرورت رشتہ

☆ متوسط راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم ایس سی سٹیٹ، خوب صورت، خوب سیرت کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے تعلیم یافتہ، نیک سیرت، 30 سال تک کے لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0312-4209803

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، دراز قد کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-4568853

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور" میں

4 اکتوبر بروز اتوار نماز عصر تا 10 اکتوبر 2009ء بروز ہفتہ نماز ظہر تک

ملتزم تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

رابطہ: مرکزی شعبہ تربیت 042-36316638-36366638 0333-4311226

The current system does not provide this. It is the lack of such a legal framework which causes frustration among the various Islamic groups as there is no official mechanism to address their concerns or consider their opinions. This legal process would be the correct method for not only dealing with the Taliban but also any other movement which seeks to be separate from the state or establish an alternative order.

By establishing the Khilafah state, the impracticalities of the Pakistani state will be swept away and the people will be united on a shared intellectual basis rather than a shallow idea of nationalism, which is a colonial construct in origin anyway which serves to divide rather than unite people.

The Khilafah state will not only solve the problem of unity and address any issues of militancy within society, but it will give direction to the whole of society. As the national interests are defined according to Islam, many of the current problems will be solved. The foreign policy of the state will be in line with the wishes of the people as the state will refuse to take part in any colonial adventure with nations such as America.

The security and property of its citizens will be protected, as the state will exist to serve the people, not the other way around, as it is currently. Separatist movements will lose legitimacy as the basis for the state will not be divisive nationalism but an inclusive ideology. The economy will be revived as inflation is brought under control with investment in industry and production, a gold standard backed currency, capital flows freed up as interest is removed and the taxation system simplified. Industrialization will occur, leading to a rise in education standards and employment as the state seeks to provide for the people and project the ideological strength and power of Islam globally.

A variety of topics have been addressed briefly in the closing paragraphs, with each topic warranting a lengthy explanation in its own right. However, for the current issue at hand the challenge presented to Pakistan by the internal dissenters and foreign powers is one of challenging the ideological soul of the state, and this has been addressed. This challenge must be met with a barrage of ideas, not bullets or missiles. Islam is capable of meeting this challenge and providing a resounding answer. It is then up to the people of influence in civil society, politics and the military to adopt this call and save the people of Pakistan before it is too late.

قرآن کا پیغام — خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن' حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب

کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 750 روپے ‹TDK کیسٹ›

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد' منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے

ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org

سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لیے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241

Email:markaz@tanzeem.org

websit:www.tanzeem.org

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی ڈیفنس کراچی کے ملتزم رفیق ابصار کاظمی کی دادی وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی ڈیفنس کراچی کے رفیق کرنل محمد امین کے بڑے بھائی وفات پا گئے

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

Ideas before bullets - III

The problem in Pakistan is that there is no coherent basis on which the state is built. People may form parties and groups and come to power on ideas as varied as secularism, socialism or Islam. In effect, Pakistan has no basis for existence. Laws, regulations and even the constitutions change according to the whims and wishes of every new ruler. The identity of the Pakistani citizen is undefined. Indeed, Pakistan and what it stands for is not defined. As of now, the state of Pakistan stands for nothing.

It is clear then that the basis for the state must urgently be established and it should be something which the people identify with and trust. There is only one idea that has the ability to bring together the various ethnicities and tribes in Pakistan as one and at the same time has the political depth to define very clearly both the interests of the individual and the state in perfect unity. This is Islam.

Islam is the ideology which has a natural resonance with the people and has a track record of success when applied correctly in its entirety and in its true state form. Once Islam is adopted as the coherent and consistent basis, an ideologically strong state will emerge as this state will naturally derive its authority from the people.

This state will have a clear direction as defined by the sharia and the legitimacy to tackle both external threats and internal rebels who seek to implement their own views on the people. The state will then be seen to represent the people and not foreign interests. The current state apparatus is not equipped to support the implementation of Islam. It does not posses the appropriate departmental bodies, courts, ruling structure or economy. The state will thus need to be revamped and re-established in the form of a Khilafah (caliphate). Only the Khilafah state will posses the structure needed to implement Islam as a state ideology.

This is not an administrative issue where one can swap or rename a few departments in the current Pakistani state and implement a few sharia rulings on theft or adultery and be declared Islamic. The new Khilafah structure is needed to reflect the transference of sovereignty away from parliament to the sharia and the investment of authority in an elected Khilafah, not a president, prime minister or military dictator. If one attempts to implement Islam and sharia in the current state structure, then you will produce a circus show of the like that is currently going on with Nizam-e-Adl.

Once this new state structure is set up on a clearly defined and coherent basis with support from the people, the issue then will be to assess the claims of any restless groups such as the Taliban via a due process of law through the appropriate organs of the state (councils, courts etc) and then issue a verdict which will have universal legitimacy. The state will also be able to lead the people the Taliban currently rule to progression.

For instance, education for girls will be enforced; Taliban-like groups can have no objection to such rulings as the curriculum would teach values which are consistent with Islam and the verdict would be handed down by a legitimate Islamic authority. Issues will not be disputed as the Khilafah will adopt public laws which everyone must follow.

Anything not adopted will be the right of individuals to decide on, no compulsion. As with any other ideological state, differences of opinions will be allowed and if people want to lobby the Khilafah for a change in opinion then appropriate channels will exist. Indeed, it will be the responsibility of the Islamic civil society, such as political parties, to account the Khilafah to ensure that the sharia is being followed at all times.

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion

M-1000/DMMJ/04-08